بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب

القانون فی الطاعون

حسب فرمائش مصنف

نامی پریس لکھنؤ ماہ شنہ ... اول بار طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے فقیر حقیر محمد محفوظ الرحمٰن ابن مولانا مولوی شاہ محمد یحیٰی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ابن قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا حافظ شاہ عبد العلی صاحب قدس اللہ سرہٗ نگرامی مدعا طراز ہی کہ طاعون کی بلائے بے درمان جس طرح تقریبًا نو سال سے بلاد ہندوستان کو پامال کر رہی ہی اور شہر سے لیکر دو گھر کا قریہ تک اُسکے دست تظلم سے یکسان واویلا مچا رہا ہی محتاج بیان نہین ہی۔ سیکڑون گاؤن تباہ ہزارون مکان خاک سیاہ لاکھون جانین ضائع ہو گئین۔ حکیم طبیب ڈاکٹر عوام الناس غرضکہ سبھی نے اپنی قابلیت ولیاقت کا اظہار کیا اسباب و علاج کے دریافت مین سر سے ناخنِ پا تک کا زور لگا دیا لیکن انسداد عارضہ کی طرف سے ہنوز روز افزون دل کا مضمون پیش نظر ہی عقلین حیران ہین۔ قوت متخیلہ پریشان ہی کہ الٰہی یہ کیسا مرض اور کیسی بلا ہی کہ جو ٹلنے کا نام ہی نہین لیتی بیماری پھیلنے کے ساتھ اسکے متعلق مختلف خیالات اس قسم کے شائع ہو گئے ہین کہ زیادہ افہام و تفہیم کی ضرورت باقی نہین رہی۔ علاوہ اون عملی کارروائیون کے جو احتیاط تیمارداری علاج و معالجہ سے متعلق ہین بعض تصنیفات بھی اِس منحوس مرض کے باب مین کی گئی ہین لیکن اطباء نے طبی اصول سے علماء نے مذہبی پیرایہ سے عوام نے انتظام حفظان صحت کے اعتبار سے طبع آزمائی کی ہی۔

سب سے زیادہ جو امر اس مرض کے متعلق قابل غور و بحث ہی وہ تلاش اسباب ہے کہ کن وجوہ سے یہ طاعون ظاہر ہوتا ہی اور یہی وہ بحث ہے جس مین مصنفین نے اختلاف کیا ہے اطباء نے علوم مادی پر نظر کر کے عناصر پر قطعیت کر دی اور علماء اسلام نے مذہبی خیال کو پیش نظر رکھکر صرف اعمال کا نتیجہ قرار دیدیا جس کی وجہ سے بعض پیچیدگیان ایسی پیدا ہو گئی ہین کہ عام و خاص سب ایک کشمکش مین مبتلا ہین۔

چونکہ تحقیق طاعون کے متعلق متواتر تصانیف ہو چکی ہین اسلیے اب کسی جدید کتاب لکھنے کی ضرورت نہین تھی لیکن مخلوق جس مصیبت مین پھنسی ہوئی ہی اوسپر نظر کر کے مجکو یہ مناسب اور ضروری معلوم ہوا کہ کوئی ایسا رسالہ اسکے بیان مین لکھا جاوے کہ جس سے یہ اختلافی مباحث ختم ہو کر ایک اصول قابل عمل ہاتھ آوے چنانچہ مین نے یہ رسالہ نہایت ہی محنت و عرقریزی سے اور اپنے وقت عزیز کا معتدبہ حصہ صرف کر کے مرتب کیا اور مجھے امید ہے کہ مین نے جن باتون کا اوپر ذکر کیا ہی اون مین ایک حد تک مجھے کامیابی ہوئی ہی۔

طاعون یا اور ایسے ہی امراض کو اپنی بداعمالی کا نتیجہ سمجھنا ایک دیندارانہ خیال ہی اس مین کسی طرح اعتراض کی گنجایش نہین ہی بالخصوص جب اس امر پر غور کیا جاوے کہ خلاف ورزی قانون شرعی سے انسان سے صدہا بے اعتدالیان ایسی ہو جاتی ہین جسے اُسکے قواے جسمانی و روحانی پر مادہ کا اثر پڑتا ہی اور بیماری اُٹھ کھڑی ہوتی ہے لیکن اب وہ زمانہ نہین ہے کہ مجرد کسی مولوی کے زبان سے سُن لینے یا کتاب مین پڑھ لینے پر کسی کو اعتقاد ہو جاوے بلکہ بیشتر ہر امر مین لوگ علل و اسباب کے متلاشی رہتے ہین اور شرع بھی ہمین تبلاتی ہے کہ ہر کام کے واسطے اللہ اسباب اکٹھا کر دیتا ہے تو ضرور ہے کہ ہم اس پہلو کو نظر انداز نہ کرین اور اُن اسباب کو دیندارانہ خیالات کے ساتھ منطبق کرین۔

مین نے اِس رسالہ مین طبی شرعی اور تاریخی تین اصول سے بحث کی ہی اسباب کو ظاہر کیا ہی احکام شرعی لکھے ہین اور تاریخ سے ایک جدول طیار کی ہے کہ اس سے پہلے کب اور کہان کہان یہ مرض پھیلا ان مضامین کے اکٹھا کرنے مین بہت سی کتابون سے مدد لی گئی ہے لیکن اُن کی فہرست لکھنی یا متن کی تحتی حاشیہ مین حوالہ دینے کا التزام طوالت سمجھکر نظر انداز کیا ہے مگر ناظرین کو مطمئن رہنا چاہیے کہ کوئی نسخہ یا دعا یا واقعۂ تاریخی اپنا من گڑھت نہین لکھا گیا خدا کرے یہ رسالہ مفید خلائق اور مقبول ہو تو مین سمجھون کہ میری محنت ٹھکانے لگی۔

واللہ الموفق والمعین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہمارا فرض ہی کہ پہلے اس امر کی تشخیص کرین کہ آیا یہ مرض حقیقتًا طاعون ہی ہے یا نہین جس نے ہندوستان کے ہر گوشہ مین آفت بپا کر رکھی ہے پس اس امر کے جانچنے کا معیار اس سے زیادہ عمدہ نہ ہوگا کہ طاعون کی طبًا تحقیق کی جاوے اور پھر یہ دیکھا جاوے کہ آیا حسب تحقیق طب جو علامات اور کیفیات طاعونی ہین وہ اسوقت جبکہ خیال کیا جاتا ہی کہ فلان مقام پر طاعون پھوٹا ہی عام طور پر مریضون مین پائے جاتے ہین یا نہین پس اگر پائے جاتے ہین تو حقیقتًا یہ وہی طاعون ہے جو کسی وقت مین مغربی حصۂ ہندوستان مین ظاہر ہوا تھا اور جسکا ذکر سر ولیم میور صاحب نے اپنی کتاب مین کیا ہی دالایہ کوئی اور مرض ہی اسی خیال سے مین نے اپنی عنان فکر کو اس طرف متوجہ کیا ہی۔

مخفی نرہے کہ لفظ طاعون مین اطبار کا بڑا اختلاف ہے بعض اسکو عربی کہتے ہین اور فاعول کے وزن پر بتاتے ہین جو صیغہ مبالغہ کا ہے اور بعض حکما اسکو یونانی زبان کا معرب کہتے ہین کیونکہ زبان یونانی مین طاعون کو طیعون کہتے ہین ھکذا فی شرح الاسباب اور اسکو زبان سنسکرت مین بدرو ھا اور حال کی پہاڑی زبان مین ہماری اور کالجر کہتے ہین اور حکماؤ نے اسکے موضوع لہ مین بھی اختلاف کیا ہے چنانچہ علامہ ابن قیم اپنی کتاب مین لکھتے ہین ھذہ القروح والاورام والجراحات ھی اثر الطاعون ولیست نفسہ ولکن لما لم تدرک منہ الاطباء الا الاثر الظاھر وجعلوہ نفس الطاعون والطاعون یعبر عن ثلثۃ احدھا الاثر الظاھر وھذا تعرض لہ الاطباء والثانی الموت الحادثۃ عنہ وھو المراد بالحدیث الطاعون شہادۃ لکل مسلم والثالث السبب الفاعل

لہذا الداء وهو الذی ورد فی الحدیث انه وخز اعدائکم من الجن

یعنی یہ قروح اور اورام اور جراحات حقیقتاً طاعون نہین ہین بلکہ اثر طاعون ہین کیونکہ ارشاد نبوی ہے

الطاعون[له] وخز اعدائکم من الجن اطبا نے حقیقت اصلی نہ پانے پر اثر کو نفس حقیقت کردیا

اور کہا جاتا ہی کہ طاعون تین حالتون کا نام ہی اول اثر طاعون طاعون کہلاتا ہی اور اسی سے اطبا

بحث کرتے ہین دوسرے موت اس حادثہ سے طاعون کہلاتی ہی اور دلیل اسکی نبوی ارشاد ہی

الطاعون شہادة لکل مسلم اور تیسرا اسبب حدوث اس وجع اور ورم کا طاعون کہلاتا ہی۔

پہلے اسکا اطلاق ہر اُس عام ورم پر ہوتا تھا جو نرم گوشت مین پڑتا تھا مثل پس گوش یا گوشت

غدومی یا پستان یا خصیہ یا بن ران یا فراخ جگہ مین پڑتا تھا مثل بغل یا پیغولہ ران وغیرہ پھر

عام اطبا کا اسپر اتفاق ہوا کہ طاعون ہر ورم گرم سے مراد ہے عام اس سے کہ کسی مقام

مذکور مین ہو پھر کچھ دنون بعد اس پر اتفاق ہوا کہ جو ورم ان مقامات پر پڑے اور ایسا

گرم ہو کہ حرارت اور جلن اسکی اندازہ سے باہر ہو اور مواد اسکا مستحیل ہوگیا ہو اور عضو کو

تباہ کرتا ہو اور رنگ اوسکے حوالی کا پلٹتا جاتا ہو اور مضرت اسکی شرائین کی راہ سے دل تک

پہونچے اور خفقان اور غشی پیدا کرے وہ طاعون ہی۔

اور حدوث طاعون کا ایسے مادہ سمی سے ہوتا ہی جو عضو کو فاسد کرتا ہی اور اسکی لون مین تغیر

پیدا کرتا ہی اور رجوع کرتا ہی کیفیت رویہ کو قلب کی طرف بذریعۂ شرائین کے جس سے قے اور خفقان

اور غشی لاحق ہوتی ہی اور بوجہ کثرت سمیت کے مقام غدویہ پھول آتی ہین اور ان مین التہاب اور

سوزش شدید ہوتی ہی حتیٰ کہ مریض کو متورم مقام پر چنگاری رکھی ہوئی معلوم ہوتی ہی اور گرد

طاعون کا سیاہ ہوتا ہی یا نیلگون اور سیاہی زردی اور سرخی مادہ کی سمیت کی قلت یا

کثرت پر منحصر ہی اور طاعون زدہ کو کبھی قے بھی لاحق ہوتی ہی کیونکہ فم معدہ بوجہ مشارکت قلب

ضعیف ہوجاتا ہی اور علیٰ ہذالقیاس خفقان اور غشی بھی بوجہ سمیت فی القلب کے

لاحق ہوتی ہی اور مقام مذکورہ یعنی پس گوش اور بغل اور بن ران اسلیے متورم ہوجاتی ہین

[له] طاعون [illegible] ۱۲ محمد نفیس

کہ اعضاء رئیسہ مادہ کو انکی طرف دفع کرتے ہین کیونکہ بغل ایسی جگہ واقع ہے جہان قلب کا فضول مادہ پڑتا ہی اور پس گوش مین دماغ کا مادہ علی ہذا بن ران مین جگر کا مادہ گرتا ہے بعض لوگون نے طاعون کی تین قسمین بتائی ہین - اول یہ کہ گلٹیون کے ہمراہ بخار بھی ہو اور اسکو سخت مہلک کہا ہی دوسری قسم وہ ہی جس مین صرف بخار ہی ہو لیکن تشنگی اور خشکی زبان و تالو اور درد اعضاء از حد ہو تیسری قسم وہ ہی کہ بخار کے ہمراہ نیمونیہ یعنی عوارضات پھیپھڑہ کھانسی زکام درد پسلی وغیرہ ہون لیکن غور کرنے سے معلوم ہوتا ہی کہ جن حضرات کی یہ رائے ہی ۱ وہ طاعون کو بمعنے وبا لیتے ہین کیونکہ وباء ایسے ہی مرض کو کہتے ہین جس سے کثرت اموات ہو عام اس سے کہ وہ کوئی مرض ہو ورنہ تعریف طاعون کی ان اقسام مابعد پر صادق نہین آتی کیونکہ کتاب الاسباب والعلامات مین طاعون کی تعریف ان الفاظ سے ہی وھو بثر صغیرا و ورم کبیر یخرج مع تلھب شدید یجاوز المقدار فی ذلک یعنی طاعون یا تو چھوٹی گلٹیان یا بڑی گلٹیان ہین کہ التہاب شدید کے ساتھ نکلتی ہین ایسا ہی تہذیب الاسماء واللغات مین ہی الطاعون مرض معروف ھو بثر وورم مولم جدا یخرج مع لھیب ویسود ماحولہ او یخضر او یحمر حمرۃ بنفسجیۃ کدرۃ ویحصل معہ خفقان ویخرج فی المراق والاباط غالبا وفی الایدی والاصابع وسائر الجسد ان سطور بالا پر لحاظ کرنے سے محقق پر طاعون کی حقیقت کا انکشاف ہو جاویگا کہ طاعون اُن بثورات ہی کا نام ہی جو مقام مذکورۂ بالا مین بوجہ سمیت کی نکل آتے ہین - لیکن فی زماننا جہان خیال کیا جاتا ہی کہ طاعون نمودار ہے ہر مریض کی بثورات نہین ظاہر ہوتے سال گذشتہ یعنی سنہ ۱۹۰۴ء مین جبکہ خود میرے قصبۂ نگرام ضلع لکھنؤ مین طاعون کا زور تھا بہت سے مریض ایسے دیکھنے مین آئے جنکو بخار تو بشدت آیا لیکن اورام اور بثورات کا نشان تک نہ تھا اور جنکو اورام و بثورات ظاہر ہوے اُن مین اکثرون کو اولاً تپ شدید لاحق ہوئی پھر طاعون نمودار ہوا اور کلیتہً علامات حمی وبائی کے ظاہر ہوے ان حالات پر نگاہ کرنے سے بلا پس و پیش ماننا پڑتا ہی کہ ہمارے ملک مین خالص طاعون نہین ہی بلکہ حمی وبائی بھی اُسمین شریک ہو لیکن یہ شراکت

کلی نہین ہی کیونکہ مین ابھی بتا آیا ہون کہ بعض مریض ایسے بھی پائے گئے کہ جنکو تپ شدید تو
لاحق ہوئی لیکن اورام اور ثبورات نہین ظاہر ہوئے اور جن لوگون کا خیال یہ ہی کہ حمی وبائی
کے مہلک ہونے کے باعث بعض مریض قبل نکلنے ثبورات کے ضائع ہوجاتے ہین محض
فضول ہی کیونکہ مین نے خود ایک ایسے مریض کو دیکھا ہے کہ مرض مین گرفتار ہونے کے
پندرھوین دن بعد فوت ہوا اور ثبورات نہین ظاہر ہوے اور ہمارے اس دعوے کی تقویت
اس امر سے اور ہوتی ہی کہ بعض ڈاکٹرون کی رائے ہی کہ پلیگ مین بخار اصل ہی لیکن یہ تفریق
بمعنے خاص ہی ورنہ عند اللغۃ طاعون ہر وبا کو کہتے ہین جیسا کہ شفاء الدولہ فیض آبادی اپنے
رسالہ معالجۂ ہیضہ مین تحریر کرتے ہین الوبا بمدٍ و بقصرٍ المرض العام ویعبر عنہ بالطاعون
پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ ہمارے ملک مین حمی وبائی مع الطاعون اور بغیر الطاعون دونون
طریقون سے نموٗدار ہورہا ہے پس ہم مناسب سمجھتے ہین کہ حقیقت مع اسباب حمی وبای
اور طاعون سے بحث کی جاوے اور اُن تدابیر کو اختیار کیا جاوے جس سے یہ دونون بلائین دور ہون
پس واضح ہو کہ حمی وبائی اُس فساد ہواء کو کہتے ہین جو اصلی حالت سے متغیر ہوجاوے لہذا جسوقت
کسی مقام کی ہوا متعفن ہوجاتی ہی تو مسامات اور شرائین کے ذریعہ سے اور نیز ناک اور منہ کے
مخرج سے دل تک پہونچتی ہی اور بوجہ اپنے فساد کے روح مین فساد ڈالتی ہی اور اسی سبب سے جو رطوبات دل کے
اندر ہین متعفن ہوجاتے ہین پھر دل سے جگر اور دماغ تک پہونچتے ہین اور اُنکے رطوبات مین بھی فساد
واقع ہوتا ہی جسکا نتیجہ اکثر اوقات یہ ہوتا ہی کہ اعضاء مین اکثر حرارت عفنہ قبضہ کرلیتی ہی اور تپ
لاحق ہوتی ہی اور یہ بات ظاہر ہی کہ ہوا حیوان کے لیے ستۂ ضروریہ سے ہی اور کوئی لحظہ اسکے
استنشاق سے بسبب کمال لطافت روح حیوانی کے خالی نہین جاتا پس جسوقت فساد ہواء ہوتا ہی
تو نواح دل کے اخلاط اُس سے خراب ہوکر عام موت کے باعث ہوتے ہین اور کتب طبیہ مین
تلاش کرنے سے فساد ہوا کے لئے کئی سبب معلوم ہوتے ہین چنانچہ اولاً تاثیرات کواکب اسباب
وبا سے شمار کیا گیا ہے جیسا کہ صاحب اکسیر اعظم کی رائے ہی دوسرا سبب یہ قرار دیا گیا ہے کہ

لعو بتنوعہ یعنی مرض عام کو کہتے ہین اور اسی لئے طاعون بولا جاتا ہے ۱۲ محمد نفیس بگرامی

جب کسی ملک مین قتال وجدال عظیم واقع ہوتا ہی اور مقتولین کی نعشین دفن کرنے سے رہجاتی ہین تو وہ متعفن ہوکر ہوا مین فساد ڈالتی ہین جس سے وباء کا ظہور ہوتا ہی لیکن بوعلی سینا کی رائے ہی کہ زمین کے سڑے ہوے زہریلے بخارات ہوا مین ملنے سے وباء کے باعث ہوتے ہین یا خود ہوا کے اُن اجزاء کی طبیعت مین جو صحت کے لئے مفید ہین نقص واقع ہوتا ہی اور پھر یہ ناقص ہوا بذریعۂ مسامات اور سانس تمام بدن مین پہونچتی ہی اور اپنی گندگی اور خرابی کے باعث رطوبت بدنیہ مین نقص پیدا کردیتی ہے جس سے وباء لاحق ہوتی ہی اور بعض حکماء کی رائے ہی کہ جب موسم مین تغیر واقع ہوتا ہی یعنی فصل اپنی طبعی حالت پر نہین رہتی کبھی گرمی اور کبھی سردی رہتی ہی یا جب آسمان غبار آلود رہتا ہی یا بلا وقت ابر محیط رہتا ہی تو ہوا مین سمیت آجاتی ہی یا جس شہر یا گانون مین صفائی اچھی نہین رہتی اور مکانات پست سیلدار ہوتے ہین جن مین تمازت آفتاب وہوا کم جاتی ہی ایسے مقام مین کوئی مرض امراض وبائی سے ضرور پیدا ہوجاتا ہی اسوجہ سے کہ جب مکانات ریہ آلود اور بازار غیر مصفا رہتے ہین شہرون کی صفائی نہین رہتی یا گرد آبادی کے کھاد کوڑا جمع ہوتا ہی تو اوس مین کیڑے پڑکر بدبو پھیلتی ہے اور عفونت پیدا ہوکر بخارات عفنہ اُٹھتے ہین جو ہوا مین ملکر مزاج اصلی کو بگاڑکر سمیت پیدا کرتے ہین اور ہوا رسمی سانس کے ساتھ داخل جسم ہوکر روح کو گرم اور خون مین عفونت اور غلیان پیدا کردیتی ہی جو اس وباء کا خاص سبب ہے لیکن تحقیقات جدیدہ نے جس طرح دیگر امورات مین بذریعۂ اختراعات لوگون کو حیرت مین ڈال رکھا ہی ویسا ہی وباء کے متعلق بھی نہایت روشن تحقیقات کی ہی چنانچہ اس علوم جدیدہ کی بدولت سترھوین صدی مین دو آلہ ایک خوردبین دوسری دوربین ایجاد ہوئی جنکے ذریعہ سے ہم کو اُن ہزارہا مخلوقات کا پتہ لگتا ہی جنکا اس سے پیشتر کبھی خیال بھی نہ تھا چنانچہ سو مرتبہ موٹا پا دکھانے والی خوردبین کو کام مین لانے سے ایک قطرہ پانی مین ہزارہا جانورون کی دنیا نظر آتی ہی کیڑون کے توالد وتناسل اور لڑائی جھگڑے سب کچھ دکھلائی دیتے ہین

علی ہذا القیاس ایک قطرۂ منی کو پانچسو مرتبہ موٹا پاد کھانی والی خوردبین کو سامنے رکھنے سے بہت سے کیڑے چلتے پھرتے نظر آتے ہین اسی طرح حکماء حال نے بذریعۂ خردبین امراض سل چیچک جذام ہیضہ طاعون وغیرہ مین ایسے کیڑون کا مشاہدہ کیا ہی جن کا حجم اور وزن ایک تی کاکرڑوڑ واں حصہ ہوتا ہی اِن اجسام صغار ذی روح کی تولید عفونات اور سڑے ہوئے زہریلی چیزون سے ہوتی ہی یہ کیڑے جسم کے اندر داخل ہوکر سمیت پیدا کردیتے ہین۔

یہ امر بھی قابل لحاظ ہی کہ اسباب وبا مین طب یونانی اور اصول ڈاکٹری متفق ہین کیونکہ ہم ابھی ماسبق سطرون مین بوعلی سینا کا قول نقل کرچکے ہین کہ شیخ کے نزدیک وبا کے سبب ہی زمین کے سڑے ہوئے زہریلے بخارات ہین جو ہوا کو متعفن کرکے وبا کے سبب ہوتے ہین۔

یہ بات ظاہر ہے کہ کسی چیز کے سونگھتے وقت شئے مشمومہ سے قوت شامہ اجزاء لطیفہ لیکر دماغ کے حضور پیش کرتی ہے اور وہ بذریعۂ اُن شرائین کے جو قلب سے دماغ کو آئی ہین قلب کے حضور پیش کرتا ہی پھر فرحت یا نفرت بحسب حالت شئے مشمومہ قلب کو حاصل ہوتی ہی پس جب یہ بخارہ ردیہ کائنات الجوء مین منتشر ہوجاتی ہین تو بذریعۂ استنشاق قلب تک پہونچکر فتور واقع کرتے ہین یا بذریعۂ مسامات جسم کے اندر داخل ہوکر رطوبت جسمی کو متعفن کردیتی ہین پس کیا عجب ہی کہ یہ اجزاء لطیفہ مشمومہ اجسام صغار ذی روح ہی ہون اور حکماء ماسبق بوجہ نہ موجود ہونے ایسے آلات کے حقیقت واقعی کو نہ پہونچے ہون علاوہ ازین یہ تجربہ بھی ہے کہ شئے کے سڑجانے سے اوس مین کیڑے یقینی طور سے پڑجاتے ہین جیسا کہ دیدان رطوبات بلغمیہ کے امعاء مین متعفن ہوجانے سے متولد ہوتے ہین۔ آگے ہماری تحریر بالا پر کوئی شک وارد کرے کہ جب شئے مشمومہ سے قوت شامہ یا ہواء خارجی اجزاء کھینچتے رہتے ہین تو ضرور ہی کہ کچھ دنون بعد وہ شئے بوجہ استنشاق معدوم ہوجاوے حالانکہ ایسا نہین پایا جاتا کیونکہ گلاب یا دیگر پھولون کے سونگھنے سے اوسکی جسامت مین کوئی فرق ممیز نہین ہوتا تو اُسکا جواب یہ ہی کہ قوت شامہ بذریعہ استنشاق اجسام لطیفہ کو کھینچتی ہی نہ کہ کثیفہ کو اور جس جسم کو ہم دیکھتے ہین وہ کثیف ہی چنانچہ اسی وجہ سے

جب بدن انسانی سے روح نکل جاتی ہی تو مردہ جسم کے وزن اور ابعاد ثلثہ مین کوئی کمی نہین واقع ہوتی ہے حالانکہ اُس شخص سے ایک بہت بڑا حصہ نکل جاتا ہو۔

علامات وباء

قبل حدوث وبا یہ علامات ظہور کرتے ہین یعنی کبھی باوجود دخول آفتاب کے برج میزان مین کہ وہ وقت اول خریف کا ہی شہب اور نیازک زیادہ گرتے ہین اور یہ بدین وجہ کہ جب ابخرۂ غلیظہ ہوا مین زیادہ ہوتے ہین پس صعود کرتے ہین اور کرۂ نار مین جاکر مشتعل ہوجاتے ہین اور بوجہ امتداد بخارات سلسلۂ اشتعال ہمکو طولاً متحرک نظر آتا ہی اور ہم اسی کو ستارہ ٹوٹنے سے تعبیر کرتے ہین اور جب ان ابخرات غلیظہ کی غلظت حدت نار سے دور ہوجاتی ہی تو وہ محض نار محترقہ ہوکر ہمارے حس بصری کو محسوس نہین ہوتی لیکن انکے صعود کرتے وقت قبل کرۂ نار مین پہونچنے کے جو ابخرۂ ہوا سے ممتزج ہوجاتے ہین اُن سے فساد ہوا واقع ہوتی ہی اور علی ہذا القیاس جبکہ آفتاب برج قوس یا جدی مین داخل ہوکر وہ زمانہ اول فصل سرما کا ہے اور ساتھی اسکے ہوا جنوبی و صبا زیادہ چلین تو یہ امر اسپر دال ہی کہ وبا عنقریب ہے کیونکہ یہ اصول مقررہ ہی کہ ایام معتدلہ جب ہونگے کہ فصول اپنے طبع پر ہون مثلاً صیف خوب حار ہو اور شتا بارد ہو لیکن جب اسکے خلاف ہوگا یعنی ایام سرما مین ریاح جنوبی و صبا زیادہ چلینگی تو حدوث وبا لازمی ہوگی اسواسطے کہ برد منجمد رطوبات سے ہے اور ہوا جنوبی و صبا گرم ہین اور یہ ضروری ہی کہ حسب طبیعت ہوا فصل ہوگی لہذا جن رطوبات کا برودت نے انجماد کیا تھا وہ حدت ہوا سے متعفن ہوجاوینگے اور وبا کے باعث ہونگے اور جس وقت یہ علامت وبا کی ہوگی بوجہ امتزاج ابخرہ یہ ہوائین غلیظ ہونگی اور دیکھنے والون کو معلوم ہوگا کہ ابر ہی اور جب وبا ایام صیف مین واقع ہوتی ہی تو فصل ربیع مین پانی بالکل نہین گرتا یا برستا ہی تو کم برستا ہے اور بوجہ اسکے سردی دیر تک قائم رہتی ہی کیونکہ قلت مطر عدم ارتفاع ابخرہ پر دلالت کرتا ہی پس وہ ابخرۂ زمین پر منتشر ہوجاتے ہین پھر وہ رطوبات جو ایام سرما مین

بدن مین محتبس ہوے تھے بسبب تکاثف مسامات اور تضییق مجاری ومنافذ خارج نہو سکے اور ہوا جنوبی کے چلنے سے متعفن ہو گئی پس اُسی کا نتیجہ حمی وبائی ہی اور ایسا ہی جن ایام مین کہ مختلف ہوائین چلین مثلاً صبح سے دوپہر تک ہوائے مشرقی چلے پھر شمالی بعدہ جنوبی پھر مغربی اور یہ حالت ہفتہ دو ہفتہ قائم رہے تو ضرور ہی کہ وبا کا حدوث ہوگا اور کبھی وبا اُن انجرات سمیہ سے جو پانی مین ممتزج ہو جاتی ہین پیدا ہوتی ہی اور بعض اجل اطباء کی راے ہی کہ خشک سالی بھی وبا کا باعث ہی چنانچہ حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب دہلوی اپنے رسالۂ طاعون مین فرماتے ہین کہ یہ بات ٹھیک ہی کہ طاعون ایک عام خشک سالی کے بعد ہوا ہی جسکی وجہ یہ معلوم ہوئی ہی کہ بارش نہ ہونے سے ہوا مین خشکی زیادہ ہو جاتی ہی اور ایسی حالت مین آفتاب کی گرمی یا دوسرے سببسے اوسمین طاعون یا وبا پیدا کرنے کی قابلیت پیدا ہو جاتی ہی اسکی تائید اُس وبا سے ہوتی ہی جو سولھوین صدی کے آخر مین دو سال کی خشک سالی کے بعد پنجاب سے شروع ہو کر دہلی اور اُسکے اضلاع مین پھیل گئی اسی طرح ملک میواڑ کی وبا دو سال خشک سالی کے بعد پیدا ہوئی اور یورپ مین بہت وبائین اسی طرح عام خشک سالیون کے بعد ہوئین حال ہی کی وبا جو ابتک کم و بیش اکثر اضلاع ہندوستان مین ہی عام خشک سالی کے بعد پیدا ہوئی۔

یہ وہ علامات ہین جنھین وبا کا مقدمۃ الجیش کہنا زیبا ہی انکی واقف ہونے سے آدمی بہت کچھ فائدہ اوٹھا سکتا ہی اور اُن تدابیر کو کام مین لا سکتا ہی جو اس سے محفوظ رہنے کے لیے مجرب ہین۔

علامات مصاحبہ

اور بعض علامات مصاحبہ ہین جو حدوث وبا کے ساتھ ظاہر ہوتے ہین یعنی جسوقت ہوا مین فتور کلی واقع ہو جاتا ہی تو ذکی الحس حیوانات اپنے اشیانون کو چھوڑ کر فرار کرتے ہین حتی کہ انڈے بیضے اور بچے کو بھی چھوڑ کر فرار ہو جاتے ہین کیونکہ قدرت سے اُن کو تغیر ہوا کی خاص شناخت بتلائی گئی ہی اور زمین مین رہنے والے جانور مثل چوہے مینڈک اور سانپ وغیرہ اپنے

مساکن ترک کردیتے ہین کیونکہ جسوقت بخارات ردیہ زمین سے اوٹھتے ہین تو پہلے اُنکا اثر بوجہ
اندرون زمین ہونے کے اُنھین پر ہوتا ہی پھر جب کسی آدمی کو یہ تپ وبائی لاحق ہوتی ہی
تو ظاہر مین کمی معلوم ہوتی ہی اس لیے کہ قوی کے ضعیف ہونے سے طبیعت قوت دفع فضول کی
نہین رکھتی لیکن باطن مین قلق اور کرب زیادہ ہوتا ہی اسوجہ سے کہ مادہ فاسد قلب یا نواح قلب
مین ہوتا ہی چنانچہ ایسے مریض کو لوگ مکار خیال کرنے لگتے ہین اور کبھی ظاہر مین بھی تپ کو بہت
زور ہوتا ہی اور پھیپھڑہ اور قلب مین گرمی ہونے کے باعث مریض کو پیاس کی سخت شکایت ہوتی ہے
لیکن اس پیاس کو پانی نہین بجھا سکتا بلکہ ہوا ر بارد سے تسکین ہوتی ہی اور جب کہ مادہ فاسدہ
فم معدہ مین بھی اپنا تصرف رکھتا ہی تو غثیان اور سقوط اشتہا بھی لاحق ہوتی ہی اور کبھی مریض کو
خشک کھانسی کی بھی شکایت پیدا ہو جاتی ہی لیکن یہ جب ہوتا ہی کہ مادہ خشک پھیپھڑے کے
قریب ہو اور اکثر اوقات طاعون نکل آتا ہی اور کبھی سینہ اور پشت بلکہ تمام بدن مین چھوٹی
چھوٹی پھنسیان نکل آتی ہین اور اُن مین سخت سوزش ہوتی ہی اور بخار لرزہ دیکر آتا ہی آنکھون مین
سُرخی کے ساتھ کدورت بھی پائی جاتی ہی بلکہ ڈبڈبائی ہوئی رہتی ہین اور بعض اوقات دردسر
اور خفیف حرارت کے ساتھ مع قلت اشتہا کے یہ مرض شروع ہوتا ہی اور اکثر مریضون کے
پہلو مین مقام قلب پر درد بھی ہوتا ہی اور کبھی زردی بھی آتی ہی اور بعض مریضون کی قے سیاہ
یا خونی ہوتی ہی اور زبان اور لب بھی سیاہ ہوتے ہین دست بھی آتے ہین لیکن دہنیت کے ساتھ
بیمار خوف زدہ اور ہراسان رہتا ہی پیشاب بھی رک کر آتا ہی اور کبھی انتہا مرض مین بند بھی
ہو جاتا ہی زبان اور تالو خشک رہتے ہین اور جب مادہ قلب مین مجتمع ہوتا ہی تو خفقان اور غشی لاحق
ہوتی ہی اور جب مادہ دماغ کی طرف صعود کرتا ہی تو اکثر اوقات لیثرغس یعنی سرسام بلغمی لاحق ہوتا ہی
اور صداع اور ہذیان غلبہ کرتا ہی اور کبھی مریض کی حالت مسموم کی سی ہو جاتی ہی لیکن یہ کچھ ضرورت
نہین ہی کہ یہ کل علامتین ایک مریض مین پائی جاوین کیونکہ جسقدر وبائی سمیت زیادہ ہوتی ہی
ویسا ہی عوارضات بھی لاحق ہوتے ہین اور بعض اسوقت متواتر ہوتی ہی جبکہ حرارت کی

زیادتی ہوتی ہے اور جب انجرۂ شکم مین محتبس ہو جاتے ہین تو پیٹ پھول آتا ہی اور جب حمی وبای مین طاعون کی شرکت ہوتی ہی تو علاوہ مقام غدویہ کے متورم ہونے کے کبھی کبھی پیٹ اور انتڑیون مین بھی دانہ ظاہر ہوتے ہین ان بثورات کا رنگ سرخ یا زرد یا سیاہ ہوتا ہی غرضکہ لون انکا مادہ کی قلت اور کثرت پر منحصر ہی علی الترتیب خیال کر لینا چاہیے۔

یہ وہ علامات اور اسباب ہین جو عند الطب ثابت ہوے ہین اب میرا ارادہ ہی کہ اسکو از روے شریعت محمدیہ حقہ بتلاؤن کہ حمی وبائی یا طاعون کیا ہی اور اسکے اسباب کیا ہین۔

پس واضح رہے کہ علامۂ ابن حجر عسقلانی اپنی کتاب بذل الماعون فی فضل الطاعون باب اول ذکر سیاق الاحادیث الواردہ فی ان الطاعون وخز الجن م الکلام علیھا مین فرماتے ہین کہ امام احمد کہتے ہین کہ مین نے سُنا عبد الرحمن بن مھدی سے اُنھون نے سفیان سے اُنھون نے زیاد بن علاقہ سے اُنھون نے بواسطہ ایک مرد کے ابو موسیٰ اشعری سے قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فناء امتی بالطعن والطاعون فقیل یا رسول اللہ ھذا الطعن قد عرفناہ فما الطاعون قال وخز اعدائکم من الجن ومن کل شھادۃ یعنی ابو موسیٰ اشعری فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ میری امت کا فنا طعن یا طاعون سے ہوگا پس لوگون نے کہا یا رسول اللہ طعن کو ہم لوگ جانتے ہین لیکن طاعون کیا ہی فرمایا صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ وہ تمھارے دشمنون جنکا کونچا ہے۔ دوسری حدیث حضرت عایشہ رض سے مرفوعاً مروی ہے الطاعون وخز اعدائکم من الجن غدۃ کغدۃ الابل تخرج فی المراق والابا طاعون کونچا ہے تمہارے دشمنون جن کا اور وہ گرہ ہے مثل اونٹ کے گلٹون کے ان احادیث سے حقیقت طاعون کی اہلِ بصیرت پر پوشیدہ نہین رہی سایہ کہ وخز اعداء کیون ہوتا ہے سو ابن ماجہ مین ہے حدثنا محمود بن خالد الدمشقی حدثنا سلیمان بن عبد الرحمن ابو ایوب عن ابن ابی مالک عن ابیہ عن عطاء ابن ابی رباح عن عبد اللہ ابن

عمر قال اقبل علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا معاشر المہاجرین خمس
اذا ابتلیتم بہن واعوذ باللہ ان تدرکوہن لم یظہر الفتنۃ فی قوم قط حتی یعلنوا بہا
الا فشی فیہم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافہم الذین مضوا ولم
ینقصوا المکیال والمیزان الا اخذوا بالسنین وشدۃ المؤنۃ وجور السلطان علیہم
ولم یمنعوا زکوۃ اموالہم الا منعوا القطر من السماء ولولا البہائم لم یمطروا ولم
ینقضوا عہد اللہ ورسولہ الا سلط علیہم عدوا من غیرہم الخ یعنی ایک مرتبہ
ایک گروہ مہاجرین سے حضور نبوی نے فرمایا کہ اے مہاجرین مین تمہارے لیے
پانچ باتون سے پناہ مانگتا ہون کہ تم اون مین پڑو نمبر ۱ نہین ظاہر ہوئین
بیحیائی کی باتین کسی قوم مین حتیٰ کہ کھلم کھلا کرنے لگی مگر یہ کہ مبتلا ہوئے طاعون مین
اور ایسی بیماریون مین جو اُن کے باپ دادون مین کبھی نہ ہوئی ہونگی نمبر ۲ اور کسی قوم نے
ناپ ور تول مین کمی نہین کی مگر یہ کہ مبتلا ہوئے قحط مین اور سخت مشقت اور ظالم حاکم مین
نمبر ۳ نہین بند کیا کسی قوم نے زکوۃ اپنے مال کی مگر محروم کی گئی بارش آسمانی سے پس اگر
بہائم نہ ہوتے تو بارش نہ ہوتی نمبر ۴ اور نہین عہد شکنی کی کسی قوم نے مگر یہ کہ مسلط کیا اللہ تعالیٰ نے
اون کے دشمنون کو اونپر غیر قومون سے پس بجبر لے لیا اُنہنے اُنکے مالون کو نمبر ۵ اور نہین ترک کیا
اُنکے سردارون نے فیصلہ کرنا موافق حکم الٰہی کے مگر یہ کہ پیدا کیا اللہ نے قتل و قتال اُن کے
آپس مین اِس حدیث سے کئی گناہ کے وبال معلوم ہوے جس مین کثرت فحش سے طاعون و وبا
اور امراض عجیبہ کا ہونا اور کم ناپنے اور زکوۃ نہ دینے سے قحط سالی وغیرہ ہونے کا پورا ثبوت ہی
ابن ابی الدنیا نے عمار بن یاسر اور حذیفہ سے روایت کیا ہی کہ ارشاد فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کہ بیشک جب اللہ تعالیٰ اپنے بندون سے انتقام لینا چاہتا ہی تو بچون کو موت دیتا ہے اور
عورتون کو بانجھ کر دیتا ہے اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ مطلق گناہ بچون کی عام موت کا
سبب ہی ایسا ہی سماک بن حرب نے عبد اللہ ابن مسعود کا قول نقل کیا ہی کہ جب سود اور

زنا کسی بستی مین ظاہر ہوتا ہی تو اللہ اُسکی ہلاکت کا حکم فرماتا ہی چنانچہ علامہ طبری سے
ابن حجر حضرت موسی علیہ السلام کے وقت مین حدوث طاعون کا ایک قصہ یون نقل کرتے ہین
قد اخرج الطبری ہذہ القصة ایضا من طریق محمد بن اسحاق عن سالم ابی
نضر ان موسی لما نزل فی ارض بنی کنعان الی قوم بلعم جاؤا الی بلعم فقالوا ہذا
موسی جاء فی بنی اسرائیل یخرجنا من بلادک فذکر القصة نحوہ وابسط منه
وقال فیه ثم قال لم یبق الا المکر والحیلة جملوا النساء واعطوہن السلع ثم
ارسلوہن الی العسکر فانهم ان زنا رجل منهم واحد کفیتموہم ففعلوا فلما دخل
النساء العسکر مرت امراة من الکنعانیین اسمها کشتا بنت صور برجل من عظماء
بنی اسرائیل وہو زمری بن شاؤم راس سبط شمعون بن یعقوب فقام الیها
فاخذ بیدہا حین اعجبه جمالها ثم اقبل حتی وقف بها علی موسی فقال انی اظنک
ستقول ہذہ حرام علیک فقال ہی حرام علیک لا تقربها قال فواللہ لا نطیعک
فی ہذا ودخل بها قبته فوقع علیها فارسل اللہ الطاعون فی بنی اسرائیل یعنی طبری نے
لکھا ہی کہ حضرت موسیٰ نے بنی کنعان قوم بلعام پر چڑہائی کیا قوم بلعام بلعام کے پاس دوڑی
آئی اور کہا کہ موسی ہم پر مع اپنی قوم کے چڑھ آئی ہین تاکہ ہمکو ہماری ملوک سے محروم کرین ہم لڑائی
نہین لڑسکتے کیا تدبیر کیجاوے اُس نے جواب دیا کہ ایک تدبیر ہے کہ اپنی قوم سے حسین
اور نازک بدن لڑکیان آراستہ کرکے افواج موسیٰ مین بھیجو اگر اُس مین کا ایک بھی زنا مین گرفتار
ہو گیا تو تمکو لڑنے کی ضرورت نرہیگی چنانچہ اونھون نے ایسا ہی کیا جیسا کہ اُنکی قوم کے بزرگ نے
کہا تھا جسوقت کنعانی عورتین عساکر موسوی مین پہونچین تو نوجوان سپاہیون کی نگاہین اونپر
پڑنے لگین چنانچہ ایک عورت مسماۃ کشتا بنت صور جو کہ نہایت حسین اور دلربا تھی بنی اسرائیل
کے سردار زمری بن شاؤم پوتے شمعون بن یعقوب کے سامنے ہوکر گذری اور اُسکی جوشیلی
دل کو اپنے تیر نگہ کا نشانہ بنایا پھر زمری نے کشتا کو پکڑ کر اُسکے دلربا چہرہ کا بوسہ لیا جب اسکی خبر

حضرت موسیٰ کو ہوئی آپ نے بہت سرزنش کی اور فرمایا کہ یہ تجھپر حرام ہی لیکن اُس نے نہ مانا اور اپنے خیمہ مین لیجاکر زنا کیا پس بھیجدیا اللہ نے طاعون کا عذاب بنی اسرائیل پر اور علاوہ ان حوالجات کے اطبار بھی اس امر کے قائل ہین کہ بعض وقت حدوث وبا کا سبب اسباب طبیہ کے علاوہ ہوتا ہے جسکو سوائے خدا کے کوئی نہین جانتا چنانچہ صاحب اکسیر اعظم لکھتے ہین از اسباب سماوی از اختلاف اوضاع کواکب باہم و تاثیر شعاع آنہا و صعود آنہا و اختلاط بہوا فاسد وغیر اینہا از اموریکہ بر مردم مخفی باشد و سوائے ذات عالم السر و الخفیات احدی را بران اطلاع کما ینبغے حاصل نیست پس جبکہ اطبار کا اسکے اسباب بتلانے مین نفی کے ساتھ جواب ہی اور ایک صادق اور نہایت راست گو شخص زنا کو اسکا سبب قرار دیتا ہی تو ہم کہتے ہین کہ بیشک حدوث وبا و طاعون کا خاص سبب زنا ہی چنانچہ مولانا رومی فرماتے ہین ؎

ابر برناید پے منع زکات	وز زنا اندر جہان افتد ممات

اب جبکہ حقیقت اسباب طاعون طبًا و شرعًا مذکور ہو چکا لہذا ہم اس امر کی کوشش کرتے ہین کہ اسباب طبیہ و شرعیہ مین تطبیق دیجاوے۔

پس واضح رہے کہ ہمارا بارہا کا تجربہ ہی کہ وبا اکثر اوقات موسم گرما کے آخر مین ہوتی ہی کیونکہ اسوقت تمازت آفتاب کم ہوجاتی ہے اور موسم سرما کے اوائل دن شروع ہوجاتے ہین اسلیے حرارت اندر کی طرف راجع ہوتی ہی اور بوجہ سردی کے جلد کثیف رہتی ہی جس سے مسامات بند ہوجاتی ہین اور بخارات کما حقہ نہین نکل سکتے جس سے خون مین ہیجان شروع ہوجاتا ہی اور قوت باہی زور کرتی ہی اور نعوظ کامل ہوتا ہی اور قوۃ شہوانی کمال ترقی پر ہوتی ہی علاوہ ازین وہ زمانہ معشوقان طناز کی گرم بازاری کا بھی ہوتا ہی کیونکہ بیماری کا آغاز اکثر ماہ بھادون سے ہوتا ہی اور اس موسم کی قدرتی دلفریبیون سے متاثر ہوکر وہ آوارہ مزاج طبائع جنکو ایسے معاملات سے خاص مذاق ہوتا ہی خداوندی احکام تک کو بالائے طاق رکھکر شرم و حیا کا خون کرتے ہین اور انسانی کمزوریون سے اکثر بداعمالیون کا ارتکاب اس فصل مین زیادہ ہوتا ہی جسکی وجہ سے

کثرت اینۂ دستعال ناخوش ہوکر بذریعۂ جنہ ہوا مین کدورت تامہ پیدا کردیتا ہی جسکا صریح نتیجہ وبا یا
طاعون ہی و الا اگر بحسب راے اطبا اسکا سبب صرف فساد ہوا ہی قرار دیا جاوے تو لازم ہوگا کہ یہ
مرض عام ہوا انسان مین اور اُن حیوانات مین جنکا مزاج مزاج انسانی کے قریب ہی یعنی جس
کثرت سے وبا کا اثر انسان پر ہوتا ہی ویسا ہی کثرت سے دیگر حیوانات پر مثل بندر وغیرہ کے ہو
حالانکہ ایسا نہین ہی بلکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ایک ہی گھر مین یہ مرض بعض کو لاحق ہوا اور بعض
بچ گئے اور معتدل زمانون مین اور اُن شہرون مین جنکی ہوا معتدل رہتی ہی یہ مرض نہ ہونا چاہئے حالانکہ
مشاہدہ اسکے خلاف ہی لیکن اسپر بھی ایک قوی شبہہ گذرتا ہے کہ عندالشرع ثابت ہی کہ ایام
رمضان مین جنہ مسلسل کردی جاتی ہین جیسا کہ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے
عن ابی هریرة قال قال رسول الله صلعم اذا کان اول لیلة من رمضان صفدت
الشیاطین و مردة الجن لیکن طاعون اسوقت مین بھی پایا جاتا ہی تو اُسکا جواب یہ ہی کہ ہمارا
اطبا کا تجربہ ہی کہ کشتہ جات کھانے والون پر اُسکا فوراً اثر نہین ہوتا بلکہ تھوڑے دنون استعمال سے
جب مادہ مین پوری قوت آجاتی ہی تو مادہ اُبھر کر پھوڑے پھنسی پیدا کردیتا ہی علی ہذا البعض امراض بھی
ایسے پائے جاتے ہین جسکا مادہ عرصہ تک جمع ہونے کے بعد اپنا زور دکھلاتا ہے جیسے کہ آتشک
وغیرہ پس وخز جنہ بھی بعض اوقات اسی قبیل سے ہوتا ہی اور علاوہ ازین تصفید شیاطین کے
یہ معنے ہین کہ وہ مسلمانون کو کسی گناہ پر برانگیختہ کرنے کی قوت ایام رمضان مین نہین رکھتے اور
طاعون خود کوئی گناہ نہین ہی اسلیے وخز جنہ سے رمضان مین اسکا حدوث ہوسکتا ہی اور
الحمد للہ کہ ہمارا دعوی تحقیقات جدیدہ سے اور بھی پایۂ ثبوت کو پہونچ گیا کیونکہ جو کچھ اسوقت تک
علما رحال کی تحقیقات سے ثابت ہوا ہی وہ یہی ہی کہ یہ سمیت اجسام صغار ذی روح سے پھیلتی ہی
جیسا کہ مین اوپر ثابت کر آیا ہون اور عندالشرع ثابت ہی کہ اللہ جل جلالہ نے جنہ کو ایسی قوت
عطا فرمائی ہے کہ وہ اشکال مختلفہ حاصل کرسکین کیونکہ وہ لطیف تر ہین اور لطیف اشیا اشکال مختلفہ
حاصل کرسکتی ہین جیسا کہ ہمارا تجربہ ہی کہ ہم جب پانی کو کسی مسدس یا مثلث یا مربع شکل میں

بھرتے ہین تو وہ بوجہ لطیف ہونے کے بحسب الظرف ہو جاتا ہی تو کیا بعید از عقل ہی کہ جو اس سے
ہزارون درجہ الطف ہو تو وہ صورت جسمی مین متغیر نہ ہو سکے پس جب یہ ثابت ہو گیا کہ الطف
اشیاء مین تغیر جسمی ہو سکتا ہی تو ہم کہتے ہین کہ یہ اجسام صغار ذی روح جنہ ہی ہین جو اس طرح
سمیت پھیلا کر بوجہ زناکاری موجب طاعون و وبا ہوتے ہین اور تسلیط الجن علی الانس مین
بہت بڑی حکمت یہ ہی کہ اللہ جل جلالہ نے مثل انسانون کے جنہ مین بھی مسلم اور کافر خلق کیا
پس تنزلہ درجات شہداء کی غرض سے ان کو انسانون پر مسلط کیا کیونکہ جب کوئی مسلم کسی
کافر کے ہاتھون شہید ہوگا تو بمقابلہ اُس شہید کے جو مسلم باغی کے ہاتھون شہید ہوا ہو درجات
مضاعف ہوگا پس جسوقت طاعون کسی مقام پر ظاہر ہوتا ہی تو جن کافر مسلم انسان کو اور
جن کافر انسان کو طعن کرتے ہین بلکہ اسی معنی کر کے الطاعون وخز اعداکم من الجن
والطاعون وخز اخوانکم من الجن مین تطبیق کی جاتی ہی اور دوسری حکمت یہ ہی
جنہ انسان کے طبعًا عدو ہین جیسا کہ عز اسمہ کا ارشاد ہی افتتخذونہ وذریتہ اولیاء
من دونی وھم لکم عدو اور دوسرے مقام پر ارشاد ہی اھبطوا بعضکم لبعض عدو
لہذا وہ طعن مین مبالغہ کے ساتھ کوشش کرینگے رہا یہ امر کہ زنا کا بدلہ موت کس لیے مقرر کیا گیا
سو واضح ہو کہ حرامکاری باوجود بہتیری خرابیون کے اُس بچہ کے قتل کا سبب ہوتی ہی جو حرام سے
پیدا ہوتا ہی کیونکہ اُسکا نسب بے پتہ ہوتا ہی اسلیے اوسے کوئی اپنے کنبہ مین شریک نہین کرتا اور
پرورش پرداخت مین خلل واقع ہوتا ہی جس سے اکثر مر جایا کرتا ہی یا زنا اُس مادۂ انسانی کے
ضایع کرنے کا باعث ہوتا ہی جس سے امید ہو سکتی تھی کہ حسب قاعدۂ مجوزۂ الٰہی عمل کرنے سے
نسل انسانی ترقی کریگی کیونکہ زنا کرنے سے اکثر اسقاط کرا دیا جاتا ہی اور لواطت سے مادہ خلاف
مقام پر گرتا ہی یہ کل صورتین من وجہ خون کا حکم رکھتی ہین پس خدا نے حرام کاری کرنے والون کی
سزا موت مقرر کیا تاکہ شہوت رانی سے جیسے سارے بدن کو لذت ملی تھی اُسی طرح اُسکا ہر عضو
اُسکی سزا کا مزا بھی چکھ لے اور خون کا بدلا خون ہو جاوے اسی بنا پر بعض محققین کی رائے ہے

کہ اگر مؤمن زانی بھی طاعون مین مرے اور صابر و شاکر بھی رہے تو درجہ شہادت پاوے گا
جیساکہ حضرت عایشہ رضی سے مروی ہی انہا سالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
الطاعون فاخبرہا انہ کان عذابًا یبعثہ اللہ علی من یشاء فجعلہ رحمۃ للمؤمنین
فلیس من عبدٍ یقع بہ الطاعون فیمکث فی بلدہ صابرًا یعلم انہ لن یصیبہ الا
ما کتب اللہ لہ الا ما کان لہ اجر شہید عموم حدیث اس امر پر دال ہی کہ طاعون مؤمن
کے لیے موجب رحمت اور شہادت ہی اگرچہ طاعون زدہ فاسق یعنی مرتکب کبیرہ کیون نہ ہو
لیکن ضرور ہی کہ مؤمن صالح اور فاسق کے درجات شہادت مین تفاوت ہوگا اور ہو سکتا ہی
کہ غفار جل جلالہ ایسے مؤمن زانی کو عقوبت اخروی سے بھی معاف فرماوے اور جو بعض سادہ لوح
یہ اعتراض کرتے ہین کہ بعض ممالک ایسے بھی پائے جاتے ہین جن مین زنا کی کثرت ہی لیکن ہان
طاعون یا وبا کا بالکل وجود نہین ہی یہ اُنکی عدم واقفیت کا سبب ہی کیونکہ زنا کو طاعون کا سبب
ہونا اسکو مستلزم نہین ہی کہ جب یا جہان کثرت زنا ہو وہان طاعون ہی ہو کیونکہ ایک شے کئی
چیزون کا سبب ہو سکتی ہی اور دوسری احادیث مین کثرت زنا پر صرف موت کا ذکر ہے خواہ
وہ طاعون یا کسی دیگر عارضۂ عامہ سے ہو جیساکہ موطا امام محمد ابواب السیر مین ہے
اخبرنا مالک اخبرنا یحیی بن سعیدٍ انہ بلغہ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ انہ قال ما ظہر
الغلول فی قوم قط الا القی فی قلوبہم الرعب ولا فشی الزناء فی قوم قط الا کثر
فیہم الموت ولا نقص قوم المکیال والمیزان الا قطع علیہم الرزق ولا حکم قوم
بغیر الحق الا فشا فیہم الدم ولا ختر قوم بالعہد الا سلط علیہم العدو وامام محمد کہتے ہین
کہ خبر دی ہم کو مالک نے اُن کو یحیی بن سعید نے اور تحقیق کہ پہونچی خبر انکو ابن عباس سے اور کہا
اُنھون نے کہ نہین ظاہر ہوا سرقہ قبل قسمت غنیمت کے کسی قوم مین ہرگز مگر یہ کہ ڈالدیا گیا
اُنکے قلوب مین نامردا پن اور نہین ظاہر ہوا زنا کسی قوم مین ہرگز مگر یہ کہ ہونے لگی اُن مین کثرت
اموات اور نہین کمی کی کسی قوم نے ناپ و تول مین مگر محروم کی گئی بارش آسمانی سے

اور نہین کیا فیصلہ کسی قوم نے خلاف انصاف کے مگر یہ کہ پھیل گیا اُن مین قتل وغارت اور
نہین خلاف عہد کیا کسی قوم نے مگر یہ کہ مسلط کئے گئے اُنکے دشمن اُنپر۔

پھر لاریب ممکن ہی کہ کثرت زنا سے دوسرے ممالک مین دوسرے امراض عجیبہ پیدا ہو کر عام
موت کے سبب ہون یا لڑائی مین قتل وغارت ہو جس سے کثرت اموات واقع ہو بہر حال طاعون
اور اِن صور تو نکا نتیجہ متحد ہی۔ اسپر بھی اگر کسی کو شبہہ گذرے کہ اگر امراض عامہ کا سبب بے نا ہی تو صرف بدعملون ہی کو
اسکی عقوبت ہونا چاہیے امراض عام عام کیون ہوتے ہین تو اسکا جواب یہ ہی کہ اکثر لوگ افعال
قبیحہ سے تو بچتے ہین لیکن کرنے والون کو باوجود قدرت کے ہاتھ یا زبان سے نہین روکتے بلکہ
دل سے بھی نفرت و ناگواری نہین رکھتے اور برابر فساق و فجار سے انبساط و اختلاط کرتے ہین
لہذا مجرم کے ساتھ لحاظ کرنا خود بھی ایک زبردست جرم ہی اُسی کی سزا مین یہ مبتلا عقوبت ہوتے ہین
سورۂ انفال مین اللہ جل شانہ کا ارشاد ہی وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَّا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُمْ خَاصَّة
یعنی اُس عذاب سے بچتے رہو جو صرف نافرمانی کرنے والون پر نہ پڑیگا صحیح مسلم مین مروی ہی کہ فرمایا
رسول اللہ صلعم نے کہ جو شخص دیکھے تم مین سے کسی کو خلاف شرع تو ہاتھون سے روکے اور اگر اتنی قدرت
نہ ہو تو زبان سے روکنا چاہیے اگر اتنی بھی قدرت نہو تو دل سے نفرت و ناگواری رکھنا چاہیے اور یہ ایمان کا
نہایت کم درجہ ہی یعنی اگر وہ دل سے بھی نفرت و ناگواری نہ رکھیگا تو اُسکے ایمان کی خیر نہین ہے
اور جو لوگ خود بھی معاصی سے بچتے ہین اور دوسرون کو بھی منع کرتے ہین اور اگر وہ نہین مانتے
تو دل سے نفرت و ناگواری رکھتے ہین اور اُنسے قطع تعلق کر دیتے ہین اُنکا مبتلاء عقوبت ہونا اجر و ثواب
کے لیے ہوتا ہی جیسا کہ سید الشہدا کا واقعہ جانفرسا ہی مولانا روم انہین معنون مین فرماتے ہین ابیات

پیش قبطی خون بود آن آب نیل	آب باشد پیش سبطی جمیل	جادہ باشد بحر ز اسرائیلیان
غرقہ گہ باشد ز فرعونیان	باد بُد بر عادیان گرز و تبر	لیک بُد بر ہود بر قومش ظفر
گلستان باشد بر ابراہیم نار	لیک بر نمرود باشد زہر مار	بر سمندر باشد آتش خاندان
لیک باشد بر دگر مرغان زیان	گو عالم دنیا مین ان فرمانبردارون کو نافرمانون سے مشابہت	

ومشارکت ہی لیکن آخرت مین کہ یوم انکشافات وامتیاز حقائق کا ہوگا ہر شخص اپنے باطن کے موافق ثمرہ پاویگا
اور علاوہ ازین جب قتل عام بولا جاتا ہی تو خطاوار اور غیر خطاوار جو ملتا ہی قتل کیا جاتا ہی اور ہرگز
اسکا لحاظ نہین کیا جاتا اگر اب بھی نہ اطمینان ہو تو نادر شاہ کے حملون پر نگاہ فرمایئے اور دہلی کی
تباہی پر غور کیجیے اب جبکہ اسباب طبیہ و شرعیہ مین کامل تطبیق دیدی گئی اور اُن شبہات کو رفع
کردیا گیا جو ان مباحث مین واقع ہوتے تھے لہذا اب علاج کی طرف عنان قلم منعطف کی جاتی ہے
اور شرعًا طبًا علاج علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین اور چونکہ اسباب وحقیقت طاعون طبًا مقدم
رکھی گئی ہی اسلیے علاج بھی طبًا مقدم رکھا جاتا ہی۔

پس واضح ہے کہ اللہ صاحب نے ہمکو بالطاف ربانی علم حقائق اشیاء عطا فرمایا ہی جیسا کہ ارشاد ہی علم آدم
الاسماء کلہا اور پھر یہ بھی قوت عطا فرمائی ہی کہ ہم اشیاء کی تاثیرات کو دریافت کرین اور اُن سے
اُن نقائص کے دور کرنے کی فکر کرین جو مملکت بدن مین ہماری ہی بے اعتدالی سے پیدا ہو گئی ہین
چنانچہ ہم نے ہر نقص کے دور کرنے کے لیے علیحدہ علیحدہ کوشش کی اور اکثر مین کامیاب بھی ہوئے
الاماشاء اللہ پس منجملہ اور نقائص کے عارضہ مذکورہ طاعون بھی ہی اسکے دفعیہ مین اسلاف نے
ہمارے لیے بہت کچھ چھوڑا ہی قبل اسکے کہ ہم اُن کو بیان کرین مناسب ہی کہ اُن تدابیر کا اختلاف
جس سے ہم اُن نقائص اخلاطی وبدنی کو دور کرتے ہین بتادین کیونکہ بعض ناواقف کامل و ناقص
مین تمیز نہین کرسکتے اور ناقص سے رجوع لاکر سراسر نقصان اُٹھاتے ہین۔

پس مخفی نرہے کہ اطباء چند قسم کے ہین اول یونانی طبیب یہ لوگ ازالہ مرض کے لیے دوا ر نباتی و حیوانی
و معدنی استعمال کرتے ہین اور دوا کی صورت نوعیہ کو متبدل اور متغیر نہین کرتے اور ہمیشہ اسباب
مرض اور تاثیر دوا مین ضدیت ملحوظ رکھتے ہین چنانچہ انکا مقولہ ہی العلاج بالضد دوسرے
بیدک دانان ہند مین یہ لوگ بہت کم ہین اسلیے انکے اصول علاج کا تذکرہ نظر انداز کیا جاتا ہی
تیسرے ایلوپتھک سرجن ڈاکٹر ہین اِس گروہ نے ابھی کامل ترقی نہین پائی کبھی اصول بیدک
اور کبھی طب یونانی کے پابند ہوتے ہین البتہ اعمال ید اور حکمت آلاتی اور علم حیالوجی اور معدنیات کے

فنون مین اور علم کیمیا مین یوماً فیوماً ترقی کر رہے ہین چوتھے ہمیوپتیک سرجن ڈاکٹر یہ لوگ زیادہ تر فرانسیسی ہوتے ہین اور مثل سابق کے ناقص الا قریب بکمال ہین پانچوین برقی معالج یہ لوگ امریکہ والون کے مقلد ہین اور اعمال ید مین الیوپیتک کے مقلد ہین اندرونی امراض کا علاج بذریعہ برق ادویہ کرتے ہین انکا اصول مقررہ یہ ہی کہ ہر شے ذی ابعاد ثلثہ مین خواہ وہ نباتی ہون یا جمادی یا حیوانی دو قسم کے برق طاری ہین ایک ٹھنڈی یعنی آکسیجن دوسری گرم یعنی ہیڈروجن جسکو ہم اپنی اصطلاح مین حرارت غریزی اور برودت غریزی کہہ سکتے ہین یہ دونون آپس مین مستحیل الاجتماع ہوتے ہین اور انھین کی زیادتی او نقصان پر امراض لاحق ہوتے ہین یہ لوگ بھی اپنے فن مین اب تک کامل نہین ہوے اور یہی وجہ ہی کہ بعض اوقات انکے علاج سے موت عضو مادُف لاحق ہوتی ہی چھٹے دیہاتی معالج بعض بالکل ناخواندہ ہوتے ہین اور بعض دو چار کتابین دیکھ کر بطور خود حکیم بن بیٹھتے ہین۔

پس اقسام مذکورۂ بالا سے بعض تو بالکل ناقص ہین او بعض کے مقررہ اصول سے ہمارے طبائع مختلف حتی کہ اکثر اوقات اُنکے مجوزہ نسخون سے بجاے فائدہ کے نقصان عظیم اوٹھانا پڑتا ہی یہی وجہ ہی کہ تمام ڈاکٹر اسپر متفق ہین کہ ابتک اس مرض طاعون کا کوئی یقینی مفید علاج نہین ثابت ہوا حکیم احمد حسین صاحب سرمور ناہنی اپنے رسالۂ طاعون اور گورنمنٹ آف انڈیا مین فرماتے ہین کہ ڈاکٹرون کے یہان جو دوائین ہین اور جو بخارون کے موقع پر استعمال کرائی جاتی ہین وہ نہایت تیز اور بیقرار کرنیوالی ہین اور اسیواسطے ڈاکٹرون کو علاج مین ناکامی رہی ہی گورنمنٹ پنجاب گورنمنٹ بنگال گورنمنٹ مدارس گورنمنٹ بمبئی نے یونانی علاج کے فوائد کا اور اُس بار مین یونانی علاج کے کامیاب ہونیکا اعتراف کیا ہی اور ہزارہا معزز لوگون انگریزی حکام نے تصدیق کیا ہی کہ ڈاکٹرون کی دوائین اس مرض کیواسطے مفید نہین ثابت ہوئین اور یونانی علاج سے حیرت انگیز فائدہ ہوا ہی اور جو یونانی حکماء کو اسقدر کامیابی نصیب ہوئی ہی اُسکا سبب یہ ہی کہ یونانی دوائین اور تدابیر ہندوستانیون کی بالکل حسب حال ہین انتہی اسی مقام سے واضح ہوگیا کہ امور معین تشخیص کے

سمجھنے اور برتنے مین یونانی حکمار کی بارگاہ چڑھی ہوئی ہی پس لازم ہی کہ لوگ اُن قواعد کی پابندی کرین جو حضرات حکمار کی مجوزہ اور ہمارے عادل گورنمنٹ کی اجرا فرمودہ ہین تاکہ اس ناخداترس بلار کی دست درازیون سے محفوظ رہین۔

سب سے پہلے اس کا لحاظ رکھین کہ جس شہر یا گانون مین وبا ہو اُسکو ہرگز نہ چھوڑین کیونکہ اسمین مضرات کثیرہ ہین چنانچہ صاحب مواہب لدنیہ نے امام غزالی سے نقل کیا ہی قد جمع الغزالی بین الامرین فقال الهواء لا یضر من حیث ملاقاتہ ظاہر البدن بل من حیث دوام الاستنشاق فیصل الی القلب والریۃ فیوثر فی الباطن ولا یظہر علی الظاہر الا بعد التاثیر فی الباطن فالخارج من البلد الذی یقع لہ لا یسلم غالبا مما استحکم بہ وانہ لو رخص للاصحاء فی الخروج لبقی المرضی لا یجدون من یتعاهدهم فتضیع مصالحهم انتہی اور ہوا ظاہر بدن کو اُسوقت تک مضر نہین ہوتی جبتک پھیپھڑا اور قلب خراب نہین کردیتی پس جبکہ ہوا فاسد سے وبا منتشر ہو جاوے تو فرار سے کیا فائدہ بلکہ سراسر نقصان ہی کیونکہ فساد ہوا کے ساتھ ہی طبیعت کو ہوا سے نوعی مناسبت ہو جاتی ہی پھر اُس سے یکبارگی نکل جانا فتور سے خالی نہین ہوتا چنانچہ حکام نے سفر دریا مین اسی خیال سے قرنطینہ قائم کر رکھا ہی کیونکہ سفر دریا کرتے کرتے بسبب رطوبت مائی کے طبیعت مرطوب ہو جاتی ہی پس اگر خشکی پر پہونچتے ہی اجازت سفر دیدی جاوے تو خوف بیمار ہو جانیکا ہی اور اسی وجہ سے اکثر دیکھا گیا ہی کہ انسان مقام طاعون سے بالکل تندرست گیا اور دوسرے مقام پر جاکر طاعون ہی سے مرگیا اور میرے اس دعوی کا دیگر حیوانات سے بھی ثبوت ملتا ہی چنانچہ گیرڑ وڑا کیڑا جب تک غلیظ کے قریب رہتا ہی بہت تندرست رہتا ہی پھر اگر کہیں اُسکو تیز خوشبو مثل گلاب کے پہونچتی ہے تو پانچ منٹ بھی زیست دشوار ہو جاتی ہی اور فوراً مرجاتا ہی طب اکبر مین ہی در ایام وبا اصحار واجب است کہ اگر اخلاط فزونی در بدن باشد تنقیہ او نمایند لا تسکین بہتر از تحریک ست زیرا کہ بسیار باشد کہ تحریک بی حاجت بآفت انجامد بجہت تسویہ آن اخلاط کہ ساکت اند و احداث ضعف در طبیعت و ہر چہ متفتح مسام بود جہ لک یا صنت

وکثرت جماع وحمام احتراز نمایند اور ایسا ہی کشت زار مصنفہ حکیم وارث علی صاحب مطبوعۂ مطبع
اکمل المطابع دہلی مین ہی واثرا این ہوا اکثر کسی را میشود کہ کثیر الجماع وضعیف القوی مسام کشادہ
وانعوہ بدنش پر از اخلاط ردیہ باشد علی الخصوص بر سفر کنندگان جلد اثر نماید یعنی اثر ہوا وبای کا اکثر
کثیر الجماع ضعیف القوی اور جس شخص کے مسامات کشادہ ہون زیادہ ہوتا ہی علی الخصوص مسافرون پر۔
ان حوالجات سے واضح ہو گیا کہ بھاگنا ایک مقام سے دوسرے مقام کو سخت محنت ہی جس کی بسبب
تکان سفر اور دوڑ دھوپ معمولی حرارت کا بھی وبا کی طرف منتقل ہو جانیکا خیال ہی پس اس
واضح اور اجلی ممانعت پر بھی اگر کوئی فرار کی جرأت کرے تو بیشک اُسکا یہ فعل ولا تلقوا
بایدیکم الی التہلکۃ کے خلاف ہی اور ایسا شخص دو عظیم گناہون اولاً فرار عن الطاعون کیونکہ
یہ شریعت محمدیہ مین ممنوع ہی ثانیاً اپنے کو ہلاکت مین ڈالنے کا مرتکب ہوگا۔ لہذا عام آدمیون کو
عموماً اور مسلمانون کو خصوصاً اس سے احتراز لازم ہی کیونکہ درصورت فرار دہ مذہباً بھی ملزم ہونگے
چنانچہ بخاری اور مسلم نے عبدالرحمن ابن عوف سے مرفوعاً روایت کیا ہی اذا سمعتم بہ بارض
فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا فرارا منہ اور صاحب منہل الروی
فی الطب النبوی نے صحیحین سے اسی حدیث کو روایت کیا ہی عن سعد سال اسامۃ بن زید
عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الطاعون فقال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل وکان من قبلکم فاذا سمعتم بہ
بارض فلا تدخلوا علیہ واذا وقع بارض وانتم فیہا فلا تخرجوا فرارا منہ یعنی اسامہ بن زید نے
پیغمبر صاحب سے سوال کیا کہ طاعون کیا ہی آپنے فرمایا کہ وہ عذاب ہی بھیجا گیا تھا بنی اسرائیل پر اور
اُن لوگون پر جو تم سے پیشتر تھے پس جب سنو تم اُسکو کسی مقام پر وہان ہرگز نہ جاؤ اور جبکہ
واقع ہووے ایسے زمین پر جہان کہ تم ہرگز نہ بھاگو اور ایسا ہی دوسری حدیث مین ہی الفار من
الطاعون کالفار من الزحف یعنی طاعون سے بھاگنا مثل جہاد کے بھاگنے کے ہے اور
فرار عن الجہاد گناہ کبیرہ ہے پس فرار عن الطاعون بھی گناہ کبیرہ ہی اور حضرت جل وعلی بھی

ہم لوگون کو ایک واقعہ ایسے لوگونکا یاد دلاتا ہی جو موت کے خوف سے مکانات چھوڑکر فرار ہو گئے تھے اور پھر بھی موت نے انکا پیچھا نہ چھوڑا اللہ تعالیٰ فرماتا ہی اَلَمۡ تَرَ اِلَی الَّذِیۡنَ خَرَجُوۡا مِنۡ دِیَارِهِمۡ وَهُمۡ اُلُوۡفٌ حَذَرَ الۡمَوۡتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا ثُمَّ اَحۡیَاهُمۡ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوۡ فَضۡلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکۡثَرَ النَّاسِ لَا یَشۡکُرُوۡنَ یعنی کیا نہین دیکھا تم نے اُن لوگون کو جو موت کے خوف سے بھاگے پھرتے تھے اور وہ ہزارون تھے پس فرمایا خدا نے کہ مرجاؤ پس وہ مرگئے پھر اللہ نے انکو زندہ کیا بیشک اللہ آدمیون پر صاحب فضل ہی لیکن بہت آدمی خدا کا احسان نہین مانتے اگرچہ قرآن مجید سے یہ نہین معلوم ہوتا کہ یہ واقعہ کس زمانہ اور کس نبی کے عہد مین گذرا ہی اور علماء مفسرین کا بھی اسمین اختلاف ہی مگر صحیح اور قابل اعتماد یہ ہی کہ یہ واقعہ حضرت حزقیل علیہ السلام کے وقت مین گذرا ہے اور حضرت ابن عباس کا بھی یہی قول ہی اور کتاب حزقیل علیہ السلام کے سینتیسوین فصل سے بھی یہی ثابت ہوتا ہی تفصیل اسکی یہ ہی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے زمانہ سے پہلے بنی اسرائیل پر فلسطین کے لوگ غالب آگئے تھے اور کچھ عجب نہین کہ ایسے موقع مین کسی نبی نے انکو جنگ کرنے پر آمادہ کیا ہو اور وہ ڈر کر گھر بار چھوڑ کر بھاگ نکلے ہون پھر قتل کیے گئے ہون جسکو فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوۡتُوۡا سے تعبیر کیا ہی پھر حضرت حزقیل علیہ السلام بن لوذی ثالث خلیفہ موسی علیہ السلام کی دعا سے زندہ ہو گئے جسکو ثُمَّ اَحۡیَاهُمۡ سے تعبیر کیا ہی اور اسکا ذکر کتاب حزقیل علیہ السلام کی سینتیسوین فصل مین صاف صاف مذکور ہی چنانچہ اُسکے بعض فقرات یہ ہین اور اُس وادی مین جو ہڈیان سے بھرپور تھی مجھے اوتار دیا اور مجھے انکی آس پاس چوگرد پھرایا اور روی وادی کے میدان مین بہت تھین (وَهُمۡ اُلُوۡفٌ) اور نہایت سوکھی تھین اور اُس نے مجھسے کہا کہ اے آدمی زاد کیا یہ ہڈیان جی سکتی ہین مین نے کہا کہ اے خداوند یہوداہ تو ہی جانتا ہی پھر اُس نے مجھسے کہا کہ تو ان ہڈیون پر نبوت کر اور اُن سے کہہ اے سوکھی ہڈیو تم خداوند کا کلام سنو خداوند یہوداہ ان ہڈیون کو یون فرماتا ہی کہ دیکھو مین تمھارے اندر روح داخل کرونگا اور تم جیوگی الخ سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور جب مین نبوت کرتا تھا تو ایک شور ہوا الخ اور اُن مقتولین پر پھونک

له یہ عبارت تفسیر حقانی سے نقل کی گئی ہے ۱۲ مصنف

کہ جی اوٹھین سو مین نے حکم کے بموجب نبوت کی اور اُن مین روح آئی اور وہ جی اوٹھی اور اپنے
پاؤن پہ اٹھ کھڑے ہوئے ایک نہایت بڑا لشکر گو اس واقعہ مین کہین طاعون کا ذکر نہین ہے
لیکن اسمین شک نہین ہی کہ اس واقعہ کو طاعون کے ساتھ خاص مناسبت ہی کیونکہ جس طرح
وہ حالت جہاد کی تھی اور اُسکے بھاگنے کی وجہ سے وہ مقتول ہوے اسی طرح طاعون بھی حکم جہاد
رکھتا ہی کیونکہ طاعون ارواح خبیثہ جن سے ہی جیسا کہ ارشاد نبوی ہے الطاعون وخز اعداکم
من الجن ہی اور جہاد سے بھاگنا کبیرہ ہی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رح دہلوی تفسیر فتح العزیز
مین ہر جزمن السماء کی تفسیر مین ارقام فرماتے ہین کہ در صحیح مسلم و دیگر صحاح وارد شدہ کہ آنحضرت
علیہ السلام فرمودند کہ طاعون رجزیست و بقیہ عذابی ست کہ پیشینیان بآن معذب شدہ اند
پس چون واقع شد در شہری و ملکی و شما دران شہر و ملک باشید ازان شہر و ملک فرار مکنید و اگر بشنید
کہ در شہرے و ملکی واقع شدہ درآن شہر و ملک ہم داخل نشوید زیرا کہ در صورت اول فرار از قضاء الٰہی و
مخالفت توکل و تسلیم است و در صورت ثانی جرأت بر عذاب الٰہی و اقدام بر غضب وست و نیز
در صحیح وارد شدہ کہ ہر گاہ وبا در جائے افتد و مردم ازان فرار نکنند و صبر نمایند و از خدا تعالی
برائے صبر خود متوقع اجر باشند حق تعالی ایشان را بمرتبہ شہیدان رساند و درینجا بخاطر ظاہر بینان
اکثر اشکالی رہ میدہد کہ فرار از قحط و دیگر بلیات بلا شبہہ در شریعت جائز ست چنانچہ مشہور ست
الفرار مما لا یطاق من سنن المرسلین و وبا و طاعون کہ اشد بلیات ست چرا فرار ازین بلا
در شریعت ممنوع داشتہ اند جوابش آنکہ این را دو وجہ است اول آنکہ در صورت وبا و طاعون اکثر
اہل شہر خصوصا عشائر و اقارب و اصدقاء و معارف بیمار می شوند اگر مردم را حکم فرار بجز از سفر شوند
بیماران را کہ تیمار داری میکرد بہلہ بجوف جان خود کہ خیلی شیرین ست گریختہ میرفتند و بیماران بے اجل
می مردند یعنی حرج عظیم می کشیدند پس وران ذلت خدمت یاران و شکستن خاطر آنہا و خواطر عاجزان
و شکستہ پایان کہ طاقت گریز مطلق ندارند حکم جہاد پیدا گردد و صبر در آن مکان مثل در صف قتال موجب
اجر و ثواب گردید بخلاف دیگر از قحط و خوف دشمن کہ مانع از فرار دران جا متحقق نیست بلکہ فقیران بی مایگان

دران وقت از همه بیش بیش قدم میباشند و مستغنی می باشند زان که مال ندارند تا کسی هم بمال آنها انگیرد دوم آنکه طاعون و وبا از آثار ارواح خبیثه جن ست که یکبارگی بجهت ایذا مسلمین از بنی آدم منتشر شده اند و اذیت می رسانند پس گریختن از مقابله آنها دلیل ترسیدن از ان است و صبر و استقامت موجب ذلت و انکسار و نحوست آنهاست باین جهت نیز حکم جهاد و صبر در قتال پیدا اگردد انتهی -

اور اگر کسی کو شبهه هو که آیت الم تر الی الذین خرجوا الخ مین تشجیع علی الجهاد مراد هی نه که حرمت فرار عن الطاعون، تو اسکا جواب ملا جیون امیٹھوی تفسیر احمدی مین دیتے هین انه لو سلم ان المقصود هو تعجب احیاء الموتی من الرجال والتشجیع للمسلمین علی الجهاد فما ذکرنا لا اقل من اشارة النص هو فی حق التمسك مثل العبارة سیما اذا تایّد بالحدیث وهو قوله علیه السلام الفار من الطاعون کالفار من الزحف یعنی اگر یه بھی تسلیم کر لیا جاوے که آیت مذکوره مین تعجب احیاء الموتے یا تشجیع للمسلمین علی الجهاد لیکن همارے دعوے کے ثبوت کے لیے اشارة النص کافی هی اور حدیث صحیح الفار من الطاعون کالفار من الزحف الخ اسکی موید هی اور صاحب مجیدیه فی تعداد شهداء اخریه ارقام فرماتے هین وللنهی عن الخروج حکماً من وجوه احدها ان الطاعون اذا وقع فی بلدة فالظاهر مداخلة سببه لساکنیها فالفرار لا یفید وثانیها انه لو شرع الخروج لخرج الاقویاء فینکسر به قلوب الضعفاء ویضیع مصالح المرضی وثالثها ان الخارج یقول لو اقمت لاصبت والمقیم یقول لو خرجت لسلمت فیقع فی اللو المنهی عنه ورابعها انه لا یقصد بالبلاء الا اهل تلك البقعة لا البقعة نفسها فمن اراد الله تعالی انزال البلاء به فهو واقع به لا محالة وان خرج فلا ینفعه الخروج ذکره العارف ابن ابی جمرة رحمة الله وخامسها ان الموضع الذی یقع به الوباء تتکیف امزجة اهله بهوائه ویصیر فی حقهم کالاهویة الصحیحة لغیرهم فلو انتقلوا الی الهواء الصحیح لا ینفعهم بل یضرهم و یفضیهم الی الاهلاك والسادس حمل النفوس علی التوکل علی الله والثقة به والصبر علی قضائه وسابعها ان المسافر لا یکون

لا بعركة شديدة وهی مضرة لاهل الوباء جداً سلہ علاوہ ان حوالجات کے علماء حال کا بھی فتویٰ حرمت فرار پر ہوچکا ہی سنداً مین ایک استفتاء مع جواب نقل کرتا ہون۔

نقل فتویٰ عالم علوم عقلی ونقلی حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ محمد ادریس صاحب نگرامی عم فیضہ جو بجواب اُس استفتاء کے لکھا گیا جو حکیم عبد الحی صاحب مئو نوی سے بواسطہ مولوی رسول احمد صاحب جلد ساز کرسوی کے آپ کی خدمت مین پیش کیا تھا

سوال اول۔ یہ مسلم ہی کہ علاج مسنون ہی اور ہر شخص استعلاج کا مجاز ہی اور صاحب علم جانتا ہی کہ فن طب دو مقصدون پر مبنی ہی ایک حفظ صحت دوسرا استرداد صحت پس جبکہ علاج مسنون ہی تو کیا سبب ہے کہ تدابیر حفظ صحت جو شامل تبدیل مکان اور تصفیہ آب ہوا اور نقل شہر وغیرہ کو ہین گناہ کبیرہ یا کفر متصور ہو۔

سوال دوم۔ جو اختلاج قلب کہ سوء مزاج حار سے ہو مریض کو شہر بارد مین جانا مستقی کو حجاز جانا صاحب امراض باردہ کو ملک حار مین جانا اور بالعکس اتبک گناہ کبیرہ یا کفر کیون نہ تجویز فرمایا گیا۔

سوال سوم۔ اگر کہین جنگ معمولی تیر و تفنگ ہو اور بخوف جان کوئی شخص وہان نجاوے یا وہان سے علیحدہ ہو جاوے یا سنکھیا بخوف مرنے کے نہ کھاوے یا کھانا مہلک اور نہ کھانا باعث امن تصور کرے تو اتبک ایسا شخص کیون کافر نہ قرار پایا اور طاعون سے مہلک مرض سے یہ خیال کیونکر کفر ہوا۔

سوال چہارم۔ اس حدیث شریف کا یعنی جہان وبا ہو نجاؤ اور جہان ہو وہان سے نہ بھاگو اگر یہ مطلب تصور کر لیا جاوے یعنے جہان وبا ہو جاکر مبتلا ہو جاؤگے لہذا نجاؤ اور وبا سے بھاگ کر دوسرے شہر کو تہلکہ مین نڈالو اپنی ہی آبادی کے کنارہ ویرانی مین رہو تو کیا عیب ہے گو باعتبار شرع شریف کے کوئی مرض متعدی یعنی

[illegible]

ایسا نہین ہی کہ ایک مریض دوسرے تندرست کو بیمار کر سکے بلکہ آلودگی اجزاء سمیہ کو دوسرے مقام کی اچھی ہوا اپنی صفت سے موصوف کریگی اسکے ماننے مین کیا قباحت ہی۔

سوال پنجم۔ درحالیکہ طاعون و اسہال و درد زہ پانی مین ڈوبنا دیوار یا مکان سے دب کر یا مسلول ہو کر مرنا جل مرنا یہ سب شہادتین ہین پس تخصیص طاعون کی کیا ہی گرتے ہوے مکان ٹوٹی ہوئی کشتی مین بیٹھے رہنا چاہیے حضرات ریہ مورث سل بشوق شہادت استعمال فرمانا چاہیے دیگر شہادتین نظر انداز نہ کرنا چاہیے۔

سوال ششم۔ حدیث شریف کہ طاعون سے مرنا شہادت ہی اسکا یہ نتیجہ نکالنا کہ طاعون سے بھاگنا شہادت اور لشکر اسلام سے بھاگنا ہی کیا ضرور ہی بلکہ اکثر کفار کا قول بالعموم سنا گیا ہی کہ وبا آسیب و بلا ہی اور اسکا مردہ بھی اُسکے گروہ مین شامل ہو جاتا ہی اور مغفور نہین ہوتا ہمارے حضرت نے اپنی اُمت کے واسطے اس خیال کی نفی فرمائی ہے اور ماجور فرماتے ہین نہ کہ حصول طاعون کی ترغیب فرماتے ہین

سوال ہفتم۔ درحالیکہ طبیب حاذق حرام دوا کو یہ سمجھکر کہ بجز اس دوا کے اور کوئی مزیل مرض نہین کھانا تجویز کرے تو شریعت اجازت دیتی ہی پس تمام حذاق بھاگنے کو مفید بتاتی ہین تو یہ امر کیونکر کفر یا گناہ کبیرہ قرار دیا جاتا ہی حالانکہ حرام چیز کھانا اور بھاگنا اسمین تفاوت ہوشمند جانتا ہی۔

سوال ہشتم۔ ہمارے حضرت نے دعا فرمائی ہی کہ میری اُمت کے لوگ طاعون مین مرین یہ حدیث پوری پوری نقل کرادی جاوے۔

سوال نہم۔ درصورتیکہ طاعون سے بھاگنا منع ہی تو اُس آبادی کے ویرانے کی اجازت کیون دیجاتی ہی جب بھاگنا منع ہے تو پچاس قدم اور پچاس کوس برابر ہین اسکا ثبوت کتابی کیا ہی۔

سوال دہم۔ درصورتیکہ ٹیکہ جو بغرض حفظ طاعون کے مفید سمجھا گیا ہی مشروع فرمایا گیا تو بھاگنا کیون گناہ کبیرہ اور کفر قرار دیا گیا حالانکہ غرض متحد ہی۔

چونکہ خلائق کے جانون کے متعلق ہے لہذا امید ہی کہ کریمانہ توجہ خاص مبذول فرمائی جاویگی گو قیمتی وقت صرف ہوگا

جوابات

حکم شک اول و دوم۔ علاوہ امراض وبائیہ کی دیگر امراض مین ضرور تبدیل مساکن بھی ثابت ہی جیسا کہ موجود ہین ہے

عنہ ما یفیدہ کالانتقال من هواء الی هواء آخر ومن مساکن الی مساکن اخر انتہی لیکن امراض و
جس وقت ظاہر ہوتے ہین اُس سے پہلے سمیت وبائیہ باطن ابدان مین اپنا پورا اثر کرلیتی ہی مواہب لد
مین امام غزالی سے منقول ہو الهواء لا یضر من حیث ملاقاته ظاهر البدن بل من جهة
دوام الاستنشاق فیصل الی القلب والرئة فیؤثر فی الباطن ولا یظهر علی الظاهر الا بعد
التاثیر فی الباطن فالخارج من البلد الذی سیقع به لا یسلم غالبا مما استحکم به
اور علامہ نفیس شرح موجز مین لکھتے ہین واما التغیرات المتضادة للجوهر الطبیعی فکالوباء فانه
تغیر فی جوهر الهواء الی الفساد والعفونة فیصل للتنفس الی القلب وهو علی سورة الرو
ویفسد مزاجه ومزاج الروح الذی فیه اولا اور جب کوئی چیز کسی چیز مین اپنا پورا اثر کرلیتی
تو پھر اُس سے نجات باختیار بشر نہین جیسی دقیہ کا جب تیسرا درجہ شروع ہوگیا تو علاج ناممکن ہی الا ماشاء ا
حک شک سوم - اگروہ جنگ شرعی نہین ہی تو اُس مین کثرت بھی گناہ ہی اور سنکھیا کا یقیناً مہلک ہونا
اکلا استعمال کا حرام ہونا عقلاً نقلاً ثابت ہی بخلاف طاعون کے اسلیے کہ ہزارون طاعون زدہ ا
ہو جاتی ہین نیز طاعون خدا کی طرف سے ہے اور سنکھیا کھانا نہ کھانا اختیاری فعل ہے پس
اسکا قیاس اسپر قیاس مع الفارق ہی۔

حک شک چہارم عیب ہی کہ مخالفت حدیث ہوتی ہی امام احمد حضرت عائشہؓ سے روایت کرتی ہی
سالت رسول الله صلی الله علیه وسلم من الطاعون فاخبرنی انه کان عذابا یبعثه ا
علی من یشاء وجعله رحمة للمؤمنین فلیس من رجل یقع فی الطاعون فیمکث فی بیته صا
محتسبا یعلم انه لا یصیبه الا ما کتب الله له الا کان له مثل اجر الشهید پس آبادی سے خارج ہونے مین
درجۂ شہادت سے محرومی ہے حافظ ابن حجر عسقلانی بذل الماعون فی فضل الطاعون مین لکھتے ہی
مقتضی هذا الحدیث بمنطوقه ومفهومه ان اجر الشهید انما یکتب لمن لم یخر
من البلد الذی یقع به الطاعون وان یکون فی حال اقامته قاصدا بذلک ثواب
الله راجیا صدق موعوده وان یکون عارفا انه ان وقع له فهو بتقدیر الله وان صرف عنه

لا
قدر اللہ وان یکون غیر متضجر بہ ان لو وقع بہ فاذا وقع بہ فلہ ولی ان
صبر وان یعتمد علی ربہ فی حالتی صحتہ وعافیتہ انتہی۔

شک پنجم۔ طاعون کی تخصیص اسوجہ سے ہی کہ طاعونی مُردہ اور شہید معرکہ ثواب اُخروی مین برابر ہین بخلاف دیگر شہدای مذکورین کے کما فصلہ الحافظ۔

شک ششم۔ ضرورت یہ ہی کہ امام احمد اور ابن سعد مرفوعًا روایت کرتے ہین الفار من الطاعون کالفار من الزحف اور شاہ عبد العزیز دہلوی فتح العزیز مین فرماتے ہین کہ طاعون و وباء از آثار ارواح خبیثہ جنیان است کہ یکبارگی بر انبوہ مسلمین از بنی آدم وغیر مسلمین منتشر شدہ باین نوع اذیت میرسانند پس گریختن از مقابلہ آنہا دلیل ترسیدن از انہا ست وصبر و استقامت موجب ذلت و انکسار و نخوت آنہا پس باین جہت در حکم جہاد و صبر در قتال گردد انتہی۔

شک ہفتم۔ حذاق کا مفید فرار عن الطاعون بتانا غیر مسلم ہی ومن ادعی فعلیہ الاثبات بلکہ حافظ ابن حجر فرماتے ہین ہذا الطاعون اعیا الاطباء ... حتی سلم حذاقہم انہ لا دافع لہ الا اللہ ولا رافع لہ الا الذی خلقہ وقدرہ انتہی۔

شک ہشتم۔ امام احمد اور ابراہیم حربی وغیرہما ابی ہریرہ سے روایت کرتے ہین قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم اجعل فناء امتی قتلا فی سبیلک بالطعن والطاعون۔

شک نہم۔ کون اجازت دیتا ہی اجازت دینے والا لوگون کو درجہ شہادت سے روکتا ہی۔

شک دہم۔ سلاح حرب جو بغرض قتال و تحفظ استعمال مین لائی جاتے ہین کیون جائز ہین بعد فرار من الزحف کیون حرام اصل یہ ہی کہ علاج جو مصادم و مضاد شریعت نہو وہ جائز ہی واللہ اعلم کتبہ العبد المسکین محمد ادریس نگرامی عفا اللہ عنہ۔

محمد ادریس ۱۳۲۱ ۱۲

اور جو لوگ یہ مثال دیکر کہ جو گھر آگ سے جل رہا ہو اسمین ٹھہرنا خلاف ہی جواز فرار کو ثابت کرنا چاہتے ہین اُنکے جواب مین شاہ عبد الحق صاحب محدث دہلوی اشعۃ اللمعات مین فرماتے ہین ضابطہ در وبا ہمین است کہ در آن جا کہ ہست نباید رفت و از آنجا کہ باشد نباید گریخت اگرچہ

گر گریختن از بعض مواضع مثل خانهٔ که بوجهی زلزله شده یا آتش گرفته یا نشستن در زیر دیوارے که خم شده نزد غلبهٔ ظن بهلاک آمده ست اما در باب طاعون جز صبر نیامده و گریختن نیافته وقیاس این بر آن هوا و فاسد است

کر آنها از قبیل عادیه اند و این از اسباب وهمی بر هر تقدیر گریختن از ان جائز نیست و هیچ جا دارد نشده و هر که بگریزد عاصی و مرتکب گناه کبیره و مردود است انتهی اور ایسے ہی بعض لوگ حضرت عمر کے واقعہ ورود شام سے جبکہ آپ وہان تشریف لے گئے اور وبا کو سنکر واپس آئے تھے فرار کا استنباط کرتے ہین اور کہتے ہین کہ حضرت عمر نے افواج اسلام کو جابیہ نامی مقام پر چلے جانیکا حکم دیا ہی اور اسکے ثبوت مین سیر کو پیش کرتے ہین لیکن احادیث مین کہین اسکا پتہ نہین چلتا کہ آپ نے افواج اسلام کو جابیہ نامی مقام پر چلے جانیکا حکم دیا ہو نہین معلوم اہل سیر نے کہان سے اسکو لکھدیا صاحب صحیح بخاری نے حدیث حرمت فرار عن الطاعون کو بیان کرتے ہوے حضرت عمر کے واقعہ کو نقل کیا ہی لیکن اسکا کہین ذکر نہین ہی صاحب صحیح لکھتے ہین حدثنا[له] عبد الله بن یوسف اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن عبد الحمید بن عبد الرحمن ابن زید بن الخطاب عن عبد الله بن عبد الله بن الحرث بن نوفل عن عبد الله بن عباس ان عمر بن الخطاب رضی الله عنه خرج الی الشام حتی اذا کان بسرغ لقیه امراء الاجناد ابو عبیدة بن الجراح واصحابه فاخبروه ان الوباء قد وقع بارض الشام فقال ابن عباس فقال عمر ادع لی المهاجرین الاولین فدعاهم فاستشارهم واخبرهم ان الوباء قد وقع بالشام فاختلفوا فقال بعضهم قد خرجت لامر ولا نری ان ترجع عنه وقال بعضهم معك

[illegible]

[illegible]

عونہ ہوا گو حضرت عمر نے رجعت سنا فرمائی لوگ کہ شکر ہے خدا کا کہ ہمین ازبی کے اکثر کو موافق کیا اللہ وہان سے مدینہ کی طرف لوٹ پڑے ۱۲ محمد نفیس عفی عنہ ابن مولانا محمد ادریس صاحب نگرامی

بقیة الناس واصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا نری ان تقدمہم علی ھذا
الوباء فقال ارتفعوا عنی ثم قال ادع لی الانصار فدعوتہم فاستشارہم فسلکوا سبیل
المہاجرین واختلفوا کاختلافہم فقال ارتفعوا عنی ثم قال ادع لی من کان ھہنا من مشیخة
قریش من مہاجرة الفتح فدعوتہم فلم یختلف منہم علیہ رجلان فقالوا نری ان ترجع
بالناس ولا تقدمہم علی ھذا الوباء فنادی عمر فی الناس انی مصبح علی ظہر فاصبحوا
علیہ قال ابو عبیدة بن الجراح افرارا من قدر اللہ تعالی فقال عمر لو غیرک قالہا یا ابا عبیدة
نعم نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ ارایت لو کان لک ابل ہبطت وادیا لہ عدوتان احدہما
خصبة والاخری جدبة الیس ان رعیت الخصبة رعیتہا بقدر اللہ تعالی وان رعیت الجدبة
رعیتہا بقدر اللہ تعالی قال فجاء عبد الرحمن ابن عوف وکان متغیبا فی بعض حاجتہ
فقال ان عندی فی ھذا علما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اذا سمعتم
بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم بہا فلا تخرجوا فرارا منہ قال فحمد اللہ
عمر ثم انصرف اس قصہ مین کہین جابیہ کا تذکرہ نہین ہے رہا حضرت عمرؓ کا واپس آنا سو
مطابق حدیث شریف واذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ کے ہی اور اس روایت سے
بخوبی واضح ہے کہ آپ ارض طاعون مین نہین داخل ہوے تھے بلکہ مقام سرغ تک پہونچے تھے
جو قریہ ہی وادی تبوک کا اور وہ حجاز کا آخر مقام ہی اور درمیان مدینہ اور سرغ کے تیرہ مرحلہ
مسافت ہی چنانچہ تسہیل المنافع للطب مین ہی وسرغ قریة بوادی تبوک قیل ھی اخر عمل الحجاز
وقیل بینہا وبین المدینة ثلاث عشرة مرحلة اور اگر حضرت عمر کا انتقال مکان کے لیے حکم دینا
معتبر بھی مان لیا جاوے تو بھی جواز فرار نہین ثابت ہو سکتا ہی کیونکہ قاعدہ کلیہ ہی کہ اگر رسول اللہ کا
ارشاد کسی امتی کے قول و فعل کے معارض ہو تو آپ کے ارشاد کو ترجیح دیجاویگی اور امتی کے قول و
فعل مین اگر وہ مقبولین سے ہی تاویل کی جاویگی پس حضرت عمرؓ کا یہ فعل اگر معارض قول نبوی
مان بھی لیا جاوے تو حدیث مرفوع صحیح پر مقدم نہین ہو سکتا دو وجہ سے اول سند اسکی صحاح کے

برابر نہین ہی دوسری شارع غیر شارع برابر نہین ہی پس لابد حضرت عمر کے قول و فعل مین کوئی
تاویل ضرور ہو گی مثلاً اُس لشکر کو دوسرے مقام پر بھیجنے کی ضرورت ہو گی یا جابیہ ہی مین
بوجہ صدر مقام ہونے افواج اسلام کے روانہ کر دیا گیا ہو گا اور یہ مسلم ہے کہ مقام طاعون سے
اور کسی ضروری کام کے لیے سفر کرنا درست ہی یا اون کے نزدیک یہ نہی معلل ہو گی علت
احتمال فساد اعتقاد فارین کے ساتھ اور وہ اُسوقت مفقود تھے کیونکہ مجاہدین اسلام توکل
مین اعلیٰ درجہ رکھتے تھے جیسا کہ اُنکے محاربات سے واضح ہی بہرحال اُنکا یہ فعل اجتہادی سمجھا
جاویگا جو دوسرون پر حجت نہین ہو سکتا اور در صورت حجت اس زمانہ کے طبائع کو مفید بھی
نہین ہو سکتا کیونکہ اب خاص طاعون کے خوف سے بھاگتے ہین اور اگر کوئی ایسا بھی ہو جسکے
اعتقاد مین فساد بھی نہ ہو تب بھی اُسکا یہ فعل موجب اعتقاد عامی کا ہو گا اس لیے منہی عنہ للغیر قرار دیا جاویگا
اور جن لوگون کا خیال یہ ہی کہ مقام طاعون سے دوسرے مقام پر جانا ممنوع ہی لیکن فناء ارض مین کوئی
حرج نہین ہی پس یہ خیال بھی اُنکا قابل قبول نہین ہی کیونکہ حدیث عائشہ مین قیام بیت کی تصر[یح]
اس سے معلوم ہوتا ہی کہ حدیث عبد الرحمن ابن عوف مین ارض کے معنی بلد کے ہین اور بلد کا اطلاق لغت مین
عمارات پر ہوتا ہی کما لا یخفی عند صاحب اللغۃ پھر صحراء بلاد طاعون مین فرار کرنا کیونکر جائز ہو سکتا ہی ا[ور]
بحسب استقراء یہ بات ثابت ہوئی ہی کہ اہل فرار کی کئی صورتین ہین بعض اون مین سے مطلق حرام بعض جائز اور بعض
مستحب ہین اول یہ کہ محض خوف موت سے فرار کرین یعنی یہ خیال ہو کہ اگر یہان رہینگے تو مر جائینگے اور اگر نکل جاوینگے
تو بچ جاوینگے ایسا فرار قطعاً حرام ہی دوسری صورت یہ ہی کہ پہلے سے کہین جانیکا ارادہ ہو اور قبل جانے[کے]
طاعون نمودار ہو گیا اور وہ بعلت اپنے ارادہ کے دوسرے مقام پر چلے گئے یہ جانا فرار عن الطاعون نہ
قرار دیا جاویگا اور جانا جائز ہو گا چنانچہ صاحب مواہب لدنیہ حافظ ابن حجر کا قول نقل کرتے ہین
من خرج لقصد الفرار محضاً فهذا يتناوله النهي لا محاله ومن لحاجة متمحضة لا لقصد الفرار
اصلاً ويتصور ذلك فيمن تهيأ للرحيل من بلد الى بلد كان بها اقامة مثلاً ولم يكن الطاعون وقع
فاتفق وقوعه في اثناء تجهيزه فهذا لم يقصد الفرار اصلاً فلا يدخل في النهي انتهى تیسری صورت یہ ہے کہ قریب کے

ہمسایہ چلے گئے ہوں اور تنہائی کی حالت مین جان و مال دونون کا خوف ہو ایسی حالت مین ترک مکان مین کوئی قباحت نہین ہے بلکہ ایسا خروج درجۂ استحباب رکھتا ہے کیونکہ آیا ہے ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ یعنی اپنے تئین ہلاکت مین نہ ڈالو خواہ ہلاکت جسمانی ہو یا روحانی چوتھے یہ کہ پیشتر سے کہین جانیکا خیال تھا کہ دفعۃً طاعون آگیا اور وہ بضرورت و نیز بخوف طاعون چلا گیا پس انکا یہ فرار محل نزاع ہے بعض جائز اور بعض ممنوع قرار دیتے ہین لیکن یہ اصولی قاعدہ ہے کہ نہی کو امر پر مقدم رکھا جاتا ہے پس انکا یہ فرار ناجائز قرار دیا جائیگا۔

علاوہ ان ممانعات صریحہ کے حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن لوگون کے فضائل مین بطور ترغیب ارشاد فرماتے ہین کہ جو وقت وقوع طاعون اپنے مساکن مین صبر کے ساتھ بیٹھے رہتے ہین پھر یا تو مرکر درجۂ شہادت لیتے ہین یا تو غازی کہلانے کے مستحق ہوتے ہین عن انس الطاعون شہادۃ لکل مسلم اور ایسا ہی امام مالک نے موطا مین روایت کیا ہے عن سمی عن ابی صالح عن ابی ہریرۃ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال الشہداء خمسۃ المطعون والمبطون والغریق وصاحب الہدم والشہید فی سبیل اللہ اخرجہ البخاری من حدیث مالک بہذا اللفظ اور ایسا ہی مشکوٰۃ مین ہے یعنی شہید کی پانچ قسمین ہین اول جسنے طاعون سے بالت صبر جان دیا دوسرے امراض بطنیہ یعنی اسہال وغیرہ مین مبتلا ہو کر جان دینے والا تیسرے وہ غریق جو خود غرق ہوا ہو چوتھے دیوار کے نیچے دب کر مرجانے والا پانچوین راہ خدا مین جسنے کفار سے جہاد کیا ہو اور مارا گیا ہو شہید ماخوذ ہے یا تو شہود بمعنی مشہود سے جسکی معنی شہادت دیئے گئے کے ہین اور یہ اسوجہ سے کہ ملائکہ اسوقت جبکہ شہید مرنے لگتا ہے تو شہید کے پاس حاضر ہوتے ہین اور اوسکی بزرگی اور مرتبہ پر گواہی دیتی ہین یا بمعنی فاعل ہے اسوجہ سے کہ اسوقت اللہ تعالیٰ اونکے قریب ہوتا ہے اور وہ اُسکے دیدار کو دیکھتے ہین جیسا کہ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے بل احیاء عند ربھم یرزقون یا ماخوذ ہے شہادت یعنی مصدر سے بمعنی فاعل کے یعنی گواہی دینے والے ہین اپنے صدق وایمان اور اخلاص فی الطاعۃ کی اور یہ بحسب اللغت ہے لیکن بحسب اصطلاح حنفیہ شہید وہ مکلف مسلم طاہر ہے جو ظلم سے قتل کیا گیا ہو اور اسکی قتل مین دیت نہ آتی ہو بلکہ قصاص کا حکم ہو اور ایسا مجروح نہو جو میدان کارزار سے اوٹھا آیا ہو اور پھر معاملات دنیا مین پھنسکر جان دی ہو۔

گو تعریف شہید کی بحسب اصطلاح شرع مطعون اور دیگر شہداء صغریٰ پر صادق نہین آتی لیکن انکی شہادت حکمی شہادت ہے

اور مطعون تو شہادت اُخروی مین بالکل شہید معرکہ سے موافق ہی عرباض ابن ساریہ سے مروی ہی قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یختصم الشہداء والمتوفون علی فرشہم الی ربنا عزوجل فی الذین یتوفون من الطاعون فیقول الشہداء من اخواننا قتلوا کما قتلنا ویقول المتوفون اخواننا ماتوا علی فرشہم کما متنا فیقول ربنا انظروا الی جراحتہم فان اشبہت جراحہم جراح المقتولین فانہم منہم ومعہم فاذا جراحہم قد اشبہت جراحہم رواہ احمد والنسائی یعنی عرباض ابن ساریہ فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مخاصمہ کرین گے شہداء اور معمولی مردے اپنے پروردگار کی طرف اس امر مین کہ طاعونی موتین ہم مین سے ہین یعنی شہداء کہینگے کہ یہ ہمارے بھائی ہین مارے گئے جس طرح کہ ہم قتل کیے گئے ہین اور معمولی مردے کہین گے کہ یہ ہمارے بھائی ہین مرے یہ فرش پر جس طرح کہ ہم نے فرش پر جان دی پھر ارشاد فرمائیگا اللہ تعالی کہ دیکھو ان کے زخمون کو پس اگر مشابہ ہین انکے زخم مقتولین کے زخم سے تو یہ انہین مین سے ہین اور انہین کے ساتھ ہین پھر جب اُنکے زخم دیکھے جاوینگے تو مثل شہداء کے زخم کے ہونگے اس حدیث سے بخوبی واضح ہی کہ شہید معرکہ اور طاعون زدہ مراتب مین شریک ہین بخلاف دیگر شہداء کے لیکن حصول شہادۃ مشترط ہی جیسا کہ حضرت عایشہ رضہ سے مروی ہی قالت سالتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عن الطاعون فاخبرنی انہ عذاب یبعثہ اللہ علی من یشاء واللہ جعلہ رحمۃ للمؤمنین لیس من رجل یقع فی الطاعون فیمکث فی بلدہ صابراً محتسباً یعلم انہ لا یصیبہ الا ما کتب اللہ له الا کان له مثل اجر الشہید حافظ ابن حجر فرماتے ہین کہ اس حدیث سے یہ بات سمجھی جاتی ہی کہ جو شخص ان صفتون سے متصف نہ ہوگا وہ شہید نہ ہوگا اگرچہ طاعون ہی مین مرجائے اور یہ جو فرمایا کہ اُسکے لیے اجر شہید ہی حالانکہ اگلی حدیثون مین ثابت ہوچکا ہی کہ جو شخص طاعون سے مرے وہ شہید ہی اس لیے کہ جو کوئی ایسا ہو کہ طاعون سے تو نہ مرا ہو لیکن وقوع طاعون مین وہ صفات مذکورہ سے متصف رہا ہو تو اُسکو بھی درجۂ شہادت ملیگا اگرچہ بعینہ حاصل نہ ہو اور یہ اُس شخص کے مثل ہوگا جو بہ نیت غزوہ راہ خدا مین نکلا اور سوا قتل کے اور کسی سبب سے مرگیا تو اُسکو اجر شہید کا ملیگا۔

اب اگر کسی کو شبہہ گذرے کہ اسباب طاعون مین زنا کو شمار کیا گیا ہے یعنی اُسکی عقوبت مین طاعون

نازل کیا جاتا ہی پھر وہ شہادت اور رحمت کیونکر ہو سکتا ہی اسکے جواب مین علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی
فرماتے ہین الجواب انہ لا منافاۃ بینہما فان من رحمۃ اللہ لہذہ الامۃ المحمدیۃ انہ عجل
لہم عقوباتہم فی الدنیا ففی حدیث ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم امتی امۃ مرحومۃ لیس علیہا عذاب فی الاخرۃ وعذابہا فی الدنیا الفتن
والزلازل والقتل اخرجہ ابو داؤد بسند حسن یعنی درمیان اُن حدیثون کے کچھ منافاۃ
نہین ہے جس مین طاعون کو عقوبت زنا گردانا ہی اور بعض مین امت محمد کے لیے رحمت بنایا ہی
کیونکہ طاعون امت مرحومہ کے لیے آخرت مین رحمت ہی جیسا کہ حدیث ابو موسیٰ اشعری سے ثابت ہی
کہ آپ نے فرمایا کہ میری اُمت مرحوم ہے اُسپر آخرت مین کوئی عذاب نہین ہی اُسکے لیے عذاب
دنیا مین فتن اور زلازل اور قتل ہین اور بعض اس حدیث سے کہ قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی انقاب المدینہ ملایکۃ لا یدخلہا الطاعون ولا الدجال
شبہہ کرتے ہین کہ اگر طاعون شہادت ہی تو آپ نے عدم دخول مدینہ کے کیون خبر دی ہے اُسکا
جواب یہ ہی کہ طاعون آثار ارواح خبیثہ جن کا ہی یعنی کافر جنون کے طعن کرنے سے مومن
انسان کو طاعون لاحق ہوتا ہی اور یہ متفق ہی کہ دخول کفار سے مدینہ پاک رہیگا خواہ کافر نوع
جن سے ہو یا انس سے اور اگر کوئی کافر احیانا داخل بھی ہو جاویگا تو اُسپر احکام اسلام کے جاری
کئے جاوینگے پھر جب جنہ کافر مدینہ مین داخل نہین ہو سکتے تو طاعون اہل مدینہ کو کیونکر لاحق ہو سکتا ہی
کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہی کہ مؤمن انسان کافر جن کے وخز کرنے سے اور کافر انسان مومن جن کے
وخز سے طاعون مین گرفتار ہوتے ہین پس آپ نے نفی دخول اسی معنے کر کے فرمایا ہی۔

اور جن حضرات کا یہ خیال ہی کہ اگر طاعون شہادت ہی تو اُسکے دفع کے لئے کوئی تدبیر خواہ دوا ہو
یا دعا بطور حفظ صحت یا استرداد صحت استعمال نہ کرنا چاہیے وقعت سے دیکھنے کے قابل
نہین ہی کیونکہ جب شہادت عظمیٰ یعنی معرکہ جہاد مین اپنے تحفظ کے لئے تدابیر اختیار کی جاتی ہین
اور کرنے کا شرعاً بھی حکم ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ شہادت صغریٰ مین اُن تدابیر کو نظر انداز کیا جاوے

جس سے امید حفظ کی ہو سکتی ہو اور خلاف شرع نہو۔

الغرض طاعونی مقامات سے فرار کرنے مین مذہب اسلام کی رو سے سخت ایمان کا نقصان ہے اور بڑے بڑے مدارج علیا کو نظر انداز کرنا ہی اور اپنے کو ہلاکت مین ڈالنے کے علاوہ ہزارہا بندگان خدا کو معرض ہلاکت مین ڈالنے کا سبب ہے جیسا کہ مین آگے بیان کرونگا انشاء اللہ کاش اہل ملک عموماً اور اہل اسلام خصوصاً طاعونی مریضون کی روک تھام پر جو طاعونی مقام سے فرار کرکے صحیح بلاد مین داخل ہوتے ہین اور ہمارے گورنمنٹ کے قانون حفظ صحت کو جو بمنزلہ رحمت الٰہی ہی اور اسلام کے اصول مقدسہ بھی اسکی تائید مین موجود ہین پس پشت ڈالدیتے ہین غور کرتے اور اسکے منافع پر آگاہ ہوتے تو غالباً یہ واویلا جو ہر چہار جانب ملک سے طاعون کی زیادتیون کا سنا جاتا ہے نہ معلوم ہوتا مگر نہین افسوس کہ اُنھون نے بجاے اُن قوانین کو مفید سمجھنے اور اُن پر عمل کرنے کی ہزارہا طرح کی گیگین تو توڑ کرکے اِس مفید انتظام مین خلل انداز ہوے کسقدر افسوس کے قابل یہ بات ہی کہ اُن نفوس کو جو اپنی عمر کا بہت بڑا حصہ تمھاری خدمت مین صرف کرین اور تمھاری بہترائی کا کوئی پہلو اُٹھا نہ رکھین اُلٹے اُنھین کو ملزم قرار دو اور اپنی غلطیون پر پشیمان نہو اور ڈاکٹرون اور حکام کو بدنام کرو۔

یاد رکھو کہ اگر تمنے قوانین سرکار انگلشیہ کے خلاف جو انسداد طاعون مین پاس کئے گئے ہین کیا تو اُسکا نتیجہ یہی ہوگا کہ کوئی قریہ بلکہ کوئی گھر طاعون سے محفوظ نرہ سکیگا اور کبھی بھی ہندوستان سے طاعون نجاویگا خیال توکرو کہ جسوقت تک ممالک متحدہ آگرہ و اودھ مین اِس قانون کی پابندی قائم رہی اکثر بلاد اس منحوس بلا کی شکایت سے محفوظ تھے اور اِن قوانین کو نظر انداز کرتے ہی جو کیفیت ہوگئی ہی وہ ظاہر ہے عیان راچہ بیان۔

دوسری تدبیر اس بلاء عظیمہ کے روکنے کی یہی کہ جب معلوم ہو جاوے کہ فلان مقام پر طاعون پھوٹا ہے تو ہر شخص کو لازم ہے کہ وہان کی آمد و رفت قطعاً بند کردے کیونکہ ممکن ہی کہ جانے والا مقام طاعون مین بذریعۂ استنشاق ہواء سمی کے جو ایسے موقع پر لازم ہے منفعل ہو جاوے

اور اُس مادۂ سمی کو قبول کرلے اور طاعون مین مبتلا ہو جائے جس سے بلاد کے مضاعف ہوجانیکا خیال ہے اور اِس وجہ سے اصحاب مقیم کی حالت بھی معرض خطر مین پڑجاویگی کیونکہ جب وے ایک ایسے شخص کو مبتلاء مرض دیکھین گے جو صحیح المزاج ہوا سے آرہا ہے اور یہان آکر مبتلاء مرض ہوگیا ہے تو زیادہ خائف ہونگے اور اُنکے وہم کو کمال ترقی ہوگی اور چونکہ قوت واہمہ خلاق ہوتی ہے اسکا اثر اُنکے قلوب پر پڑکر قلب کو ضعیف کردیگا اور یہ واضح ہی کہ جب قلب ضعیف ہوگا تو ہواء سمی کی عفونت کو دفع نہ کرسکیگا بلکہ اُس سے جلد متاثر ہوجاویگا جیساکہ اطبا کی رائے ہے حتی ان الصحیح قد یمرض اذا استحکم توھمہ للمرض یعنی جب صحیح کا وہم مرض مستحکم ہوجاتا ہی تو اُسے مریض کردیتا ہی اور صحیح المزاج ہوا سے کسی کا مفسد ہوا مین دفعتہ چلا آنا خطرہ سے خالی نہین ہی بخلاف اُس شخص کے جو پہلے ہی سے ایسے مقام پر ہو جہان کہ اب وبا کا ظہور ہوا ہے کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ ہوا مین دفعتہ سمیت نہین آتی بلکہ ہوا بتدریج بگڑتی ہی ورنہ لازم ہوگا کہ جہان وبا کا ظہور ہو فوراً وبا عام ہوجاوے حالانکہ تجربہ اسکے خلاف ہی یعنے جب کہین وبا کا ظہور ہوتا ہے تو اُس سے بیشتر ایسے علامات ظاہر ہوجاتے ہین جن سے معلوم ہوتا ہی کہ ہوا مین فساد آگیا مثلاً جو جانور زمین کے اندر رہتے ہین مثل چوہون وغیرہ کے اور وہ جانور جو درختون پر آشیانہ بناتے ہین مثلاً لقلق ہدہد وغیرہ فرار کرنے لگتے ہین حالانکہ ابھی نوع انسانی مین کوئی اثر اس مادہ کا نہین ظاہر ہوا لیکن یہ ضرور تسلیم کرنا ہوگا کہ جیسا جیسا فساد آتا گیا طبیعت کو اُسکے ساتھ مناسبت ہوتی گئی اور جب سمیت اس درجہ کو پہونچ گئی کہ اضعف القلوب و مفتح مسامات اُسکو برداشت نکرسکے تو نوع انسانی مین بھی موت شروع ہوگئی پس جبکہ کسیقدر مناسبت ہونے پر ہواء سمی کا انسان کی طبیعت پر ایسا بیجا اثر ہوتا ہی تو اُن لوگون پر جو حال ہی مین مقام طاعون مین داخل ہوئے ہین اور جنکی طبیعت کو اس سمیت سے کچھ مناسبت نہین ہی نہایت درجہ نازک اثر پڑنے کا خوف ہے یعنی جبکہ وہ دفعتہ ہوا صحیح سے ہوا فاسد مین داخل ہونگے اور خراب ہوا کا استنشاق کرینگے تو بوجہ مسموم ہونے

ہوا کے خون مین سمیت آجاویگی اور وہ خون قلب مین پہونچکر اپنے اثر سے قلب کو منفعل کر دیگا
جس سے وبا لاحق ہونے کا قوی اندیشہ ہے حضرت روحی فداہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھین
مصالح سے ایسے مقام پر جانیکی ممانعت فرمائی ہی عن اسامۃ ابن زید قال قال
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الطاعون رجز ارسل علی بنی اسرائیل او من
کان من قبلکم فاذا سمعتم بہ بارض فلا تدخلوا علیہ واذا وقع بارض فلا
تخرجوا فرارا منہ یعنی اسامہ بن زید فرماتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلعم نے کہ طاعون ایک عذاب ہے
جو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا تھا یا اون لوگون پر جو تم سے بیشتر تھے پس جس مقام پر اسکو
سنو ہرگز وہان نہ جاؤ اور اگر وہان واقع ہو جہان کہ تم ہو ہرگز نہ بھاگو اس حدیث سے
بخوبی روشن ہی کہ جہان طاعون ہو وہان ہرگز نہ جانا چاہیے چنانچہ صاحب تسہیل المنافع للطب
لکھتے ہین وفی النہی علیہ السلام عن القدوم علیہ فائدتان احدہما لئلا
یستنشقوا الھواء العفن الفاسد فیمرضوا ثانیہما لئلا یجاور المرضی فتضاعف
البلاء بالامرین یعنی نہی دخول مین دو بہت بڑے فائدے ہین ایک تو یہ کہ تاکہ لوگ
اُسمین داخل ہوکر ہوا متعفن فاسد کا استنشاق نہ کرین کیونکہ اس حالت مین وہ خود
مریض ہو جاوینگے دوسرے یہ کہ جب ایسے موضع مین جہان کہ طاعون ہے داخل ہونگے تو
بوجہ مجاورت مرضی کے خود بھی مریض ہو جاوینگے جس سے بلا مین اور زیادتی ہو جاویگی
ابو داؤد نے روایت کی ہے کہ فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان من القرف التلف
یعنی بیشک قرف سے تلف ہی اور قرف مرض وبا کے قریب جانے کو کہتے ہین تو حدیث کا
مطلب یہ ہوا کہ وبا کے نزدیک رہنے سے بیشک خوف نقصان ہی پس یہ حدیث نہی
دخول کی حدیث کو موید ہی جس سے دخول ایسے مقام کا مکروہ تحریمی ہونا ثابت ہے
اسی وجہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب ملک شام تشریف لے گئے اور وبا کی زیادتی کا
حال سنا پھر حدیث عبد الرحمن بن عوف سنکر جس مین نہی دخول کا حکم ہے فوراً بعد مشورہ

واپس آئے اب جو کوئی اس نہی پر کامل توجہ نہ کرے اور ایسے مقامات سے سلسلۂ آمد و رفت قائم رکھی تو لاریب وہ شرعًا اور طبًا دونون طریقون سے مجرم ہی اور ایسا شخص وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیْکُمْ اِلَی التَّهْلُکَةِ کے نہی کو امر کے ساتھہ ادا کرنے والا قرار دیا جاویگا تیسری صورت اس وبا کے روکنے کی یہ ہی کہ مریض کو علٰحدہ رکھا جاوے اور اصحاء سے صرف وہ ایک آدمی اُسکی تیمار داری کے لیے مستعد رہین لیکن وہ بھی اپنے کو مضبوط تدابیر سے محفوظ رکھنے کا خیال رکھین اور اشیاء باردہ مثل کافور وغیرہ کے سونگھتے رہین اور مریض سے ایک نیزے کے فاصلہ پر رہین اور جب اُسکو کچھ ضرورت ہو تو اپنے کُل بدن کو عمومًا اور ناک کو خصوصًا کپڑے سے بند کرکے بیمار کے قریب جاوین اور اپنے منھ کو بیمار کے مُنھ کے قریب ہرگز نہ لیجاوین تاکہ اُس ہواء فاسد کا جو بیمار کے منھ سے بذریعۂ سانس نکلتی ہی اور جسکے ذریعہ سے ابخرات بدبودار باہر آتے رہتے ہین استنشاق نہو سکے ورنہ فساد ہواء عام کو جو پیشتر سے تمام ابدان مین اپنا اثر کر رہی ہی اس ہواء فاسد خاص کے ملنے سے جو بیمار کے سانس کے ذریعہ سے تیماردار کو پہونچیگی اور نہایت زہریلی ہو گی فساد کرنے کی بخوبی قوت حاصل ہو جاویگی علی ہذا القیاس بیمار کے جسم کو زیادہ چھوئے اور نیز اُسکے پسینا لگنے سے اُن بخارات ردیہ کا جو بیمار کے جسم سے بوجہ زیادتی حرارت عفونی کے اوٹھ رہے ہین صحیح کے بدن مین سرایت کر جانیکا خوف ہی جیسا کہ بارہا کا تجربہ ہی رہا بعض لوگون کا ان شکوک کو پیدا کرنا کہ جب طاعون ہواء فاسدہ متعفنہ سے پیدا ہوتا ہی اور وہ عام سبب ہی تو پھر کیا وجہ ہی کہ ایسا عام سبب جمیع اشخاص مین فساد نہ پیدا کر سکے اور پھر وہی عام سبب مشترک ایک خاص شخص مین طاعون پیدا کرکے رک جاوے اور دوسرے مین پہلے کی مجاورت سے طاعون پیدا ہو اور اگر یہ تسلیم کر لیا جاوے تو سبب عام سبب عام نہین رہتا ہی بلکہ سبب خاص ہوا جاتا ہی۔

پس واضح رہے کہ صرف فساد ہواء عام ہی طاعون یا مطلق وبا کا سبب نہین ہوتا بلکہ تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہی کہ استعداد ابدان کو بھی قبول امراض وبا مین بہت دخل ہی کما قال صاحب الکامل ان الامراض الوبائیة لیست تحدث بجمیع الناس لکن ما کان منها حادثًا

عن تغیر مزاج الهواء فمن شانها ان تحدث لمن کان مزاجہ مشاکلا لمزاج الهواء فی ذلك الوقت وما کان منها حادثا عن تغیر جوهر الهواء فمن شانه ان یحدث اکثر ذلك بمن کان فی بدنه اخلاط ردیة مشاکلة لجوهر الهواء الردی لانها فی ذلك الوقت مستعدة لقبول ما یورثه فیها من تلك العلل والامراض انتهی

یعنی امراض وبائیہ تمام آدمیون مین نہین پیدا ہوتے بلکہ اُس شخص مین پیدا ہوتے ہین جسکا مزاج ہوار فاسد سے ایسے وقت مین مشاکل ہواور امراض وبائیہ صرف تغیر جوہر ہوا سے نہین پیدا ہوتے ہین بلکہ اُن لوگون مین پیدا ہوتے ہین جنکے بدن مین ایسے اخلاط ردیہ ہوتے ہین جنہین علل اور امراض کے قبول کرنیکی استعداد ہو۔ پس اس سے ثابت ہو کہ وبا کا اثر صرف مستعد بن وبا پر ہوتا ہو نہ کہ ہر اُس شخص پر جو ہوار فاسد کا استنشاق کرے کیونکہ ایسے لوگ بکثرت دیکھے گئے ہین جو خراب غذاؤن اور خراب پانی کا استعمال رکھتے ہین لیکن اُن مین کل آدمی بیمار نہین ہوجاتے پس استنشاق ہوار فاسد سے جمیع اشخاص کیونکر متاثر ہوسکتے ہین اور دوسرے شبہہ کا جواب یہ ہو کہ تعدیہ مرض کی دو صورتین ہین ایک یہ کہ مریض کے بخارات ردیہ کا کسی ذریعہ سے صحیح نے استنشاق کیا ہو یا اُسکو مریض کے پسینے کا الصاق ہوا ہو یا اُسکے بول و براز کردہ زمین پر صحیح فوراً بیٹھ گیا ہو جس سے بخارات نے صعود کیا ہو اور صحیح کے جسم مین داخل ہوے ہون پس اس صورت مین تعدیہ امراض ممکن ہو دوسرے یہ کہ توہم او نفس بھی تعدیہ امراض کا باعث ہوا کرتا ہو جیسا کہ اگر ہم کسی کو قے کرتے دیکھین تو فوراً ہماری طبیعت متلائیگی پس جب زید وبا مین گرفتار ہوا اور اُسکے بخارات ردیہ کو بکر نے بوجہ قریب رہنے کی استنشاق کیا تو اُس عام فساد کو جو پیشتر سے ہر ابدان مین بمراتب ضعف و قوت خود ہوار فاسد سے موجود ہی تقویت حاصل ہوگئی اگرچہ بکر بہ نسبت زید کے قوی الاعضار تھا لیکن اتنی سمیت کو برداشت نکرسکا اور پھر بکر بھی مریض ہوگیا نہ یہ کہ ہوار فاسد صرف زید کو بیمار کرکے رہگئے اور زید بکر کے بیمار ہونیکا سبب ہوا پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ بکر کے مریض ہونیکا صرف مجاورت مرض ہی سبب نہین ہے

بلکہ اس کے مریض ہونے مین ہوا مرفاسد بھی شریک ہی تو اسباب تام سبب تام قائم رہکر متعدی ہوا اور اگر بفرض محال یہ تسلیم بھی کر لیا جائے تو جن امراض کو حضرات حکما متفق ہو کر متعدی تسلیم کرتے ہین مثلاً تپ وبائی اور ہیضہ وغیرہ اُس مین بھی یہ شبہے پیدا ہو سکتے ہین لہٰذا جو اُسکا جواب ہوگا وہی بعینہ اسکا جواب ہوگا اور یہ شبہہ کرنا کہ اُن امراض مین جنکو اطبا متعدی مانتے ہین کہین طاعون کا ذکر نہین ہی اس سے ثابت ہوتا ہی کہ طاعون متعدی نہین ہی کچھ وقعت نہین رکھتا کیونکہ اطبار متقدم اور متاخر کسی کے قول سے حصر امراض متعدیہ کا نہین ثابت ہوتا بلکہ ابی لہب کے سبب وفات اور اُسکی صورت دفن سے ثابت ہوتا ہی کہ اہل عرب طاعون کو قدیم سے متعدی تسلیم کرتے چلے آتے ہین چنانچہ مواہب لدنیہ کے مقصد اول مین علامہ قسطلانی فرماتے ہین قال ابو رافع مولیٰ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وکان غلاما للعباس بن عبد المطلب قال وکان الاسلام قد دخلنا فقلتُ لہ واللہ تلك الملائکۃ فرفع ابو لھب یدہ فضربنی فی وجھی ضربۃ فقامت ام الفضل الی عمود فضربت بہ فی راس ابی لھب وقالت استضعفتہ اَنْ غاب عنہ سیدہ قال فواللہ ما عاش الا سبع لیال حتے رماہ اللہ بالعدسۃ وھی قرحۃ کانت العرب تتشاءم بھا وقیل انھا تعدی اشد العدوی فتباعد عنہ بنوہ حتی قتلہ اللہ وبقی بخلاف ثلاث بعد موتہ ثلاثا لاتقرب جنازتہ ولا یحاول دفنہ فلما خافوا السُّبَّۃ فی ترکہ حفروا لہ ثم دفعوہ بعود فی حفرتہ وقذفوہ بالحجارۃ من بعید ورثرہ یعنی ابو رافع نے کہا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام آزاد اور وہ اس سے پہلے حضرت عباس کے غلام تھے کہ جب مین مسلمان ہوا تو مین نے ایک روز رسول اللہ کو کہا کہ قسم خدا کی یہ ملائکہ ہین اسپر ابو لہب نے میرے مُنھ پر بڑے زور سے طمانچہ مارا پھر ام الفضل نے ابو لہب کے سر پر ایک ضرب لکڑی کی لگائی اور کہا کہ خدا تجھے غارت کرے کہ تو قوم کے سردار کی غیبت کرتا ہی پھر ابو رافع قسم کے ساتھ کہتے ہین کہ ابو لہب نہین زندہ رہا مگر سات یوم اللہ نے اُسکو عدسہ کے عارضہ مین مبتلا کر دیا اور وہ ایک قرحہ ہی جس سے اہل عرب زیادہ خوف کھاتے ہین

اور وہ اشد العدوی ہوتا ہی پس بخوف عدوی اُسکے لڑکون نے اُسے علیحدہ کردیا حتی کہ وہ اسی مین مرگیا اور تین دن تک اُسکی قریب کوئی نہ آیا اور نہ اُسکے دفن کا کوئی انتظام کیا پھر جب یہ خوف ہوا کہ شاید اسکا جسم منتشر ہوجاوے تو اُسکے لیے گڈھا اُسکے لڑکون نے کھودا اور لکڑی سے اُسکو گڈھے مین گرادیا اور پھر دور سے پتھر اوکرکے گڈھے کو بند کردیا محمد زرقانی العدسہ کی شرح مین لکھتے مین وفی النور العدسۃ[له] بثر تشبہ بالعدسۃ تخرج فی مواضع من الجسد من جنس الطاعون تقتل صاحبہا غالبًا اس حوالہ سے ثابت ہوگیا کہ طاعون کو اہل عرب قدیم سے متعدی تسلیم کرتے چلے آتے ہین اور فی الحقیقت وہ متعدی ہی بھی اب اس صاف اور بین دلائل پر اگر کوئی اس کے متعدی ہونے سے انکار کرے تو مجادلہ نہین ہی تو اور کیا اور از روی مذہب اسلام بھی مطلقًا عدوی کی نفی نہین ہی چنانچہ اسی وجہ سے حدیث لاعدوی مین علماء اسلام کا بڑا اختلاف ہی چنانچہ مشکوۃ کی شرح مرقاۃ مین ملا علی قاری حدیث لاعدوی مین فرماتے ہین قد[عه] اختلف العلماء فی التاویل فمنہم من یقول المراد منہ نفی ذالک وابطالہ علی مایدل علیہ ظاہر الحدیث والقراین المسوقۃ علی العدوی وہم الاکثرون ومنہم من یری انہ لم یرد ابطالہا وقد قال صلی اللہ علیہ وسلم فر من المجذوم فرارک من الاسد وقال لایوردن ذو عاہۃ علی مصح وانما اراد بذالک نفی ما کان یعتقد اصحاب الطبیعۃ فانہم کانوا یرون ان العلل المعدیۃ موثرۃ لامحالۃ فاعلمہم بقولہ ہذا ان لیس الامر علی ما یتوہمون بل ہو متعلق بالمشیۃ ان شاء کان وان لم یشاء لم یکن ویشیر الی ہذا المعنی قولہ فمن اعدی الاول ای ان کنتم ترون ان السبب فی ذالک العدوی لاغیر فمن اعدی الاول وبین بقولہ فر من المجذوم وبقولہ لایوردن ذو عاہۃ علی مصح ان مدانات ذالک من اسباب العلۃ فلیتقہ اتقاءہ من الجدار المائل والسفینۃ المعیوبۃ وقد رد الفرقۃ الاولی علی الثانیۃ فی استدلالہم بالحدیثین ان النہی فیہما انما جاء شفقًا علی مباشر احد الامرین

[له] چھوٹی پھنسیان جن کو بثر کہتے ہین مسور کی وضع کی ہوتی ہین بدن کے کسی مقام پر جنس طاعون سے ہین ۱۲ منہ صاحب قتل کرتی ہین

[عه] مولوی نفیس الرحمن صاحب ... مصنف

منصبه علة فی نفسہ اوجاهتہ فی ابله فیعتقد ان العدوی حق قلتُ واختار القسطلانی فی شرح النخبہ لبسطنا الکلام معہ فی شرح الشرح وجملہ انہ یرد علیہ اجتنابہ صلی اللہ علیہ وسلم عن المجذوم عند ارادة المبایعة مع ان منصب النبوہ بعیدٌ من ان یورد لحسم مادة ظن العدوی کلامًا یکون مادة لظنها ایضًا فان الامر بالتجنب ظهر فی فتح مادة ظن ان العدوی لها تاثیر بالطبع وعلی کل تقدیر فلا دلالة اصلاً علی نفی العدوی سببًا واللہ اعلم قال الشیخ التوربشتی وارٰی القول الثانی اولی التاویلین لما فیہ من التوفیق بین الاحادیث الواردة فیہ ثم لان القول الاول یفضی الی تعطیل الاصول الطبیہ ولم یرد الشرع بتعطیلها بل ورد باثباتها والعبرة بهما علی الوجہ الذی ذکرناہ اما استدلالهم بالقرائن المسوقة علیها فانا قد وجدنا الشارع یجمع فی النهی بین ما هو حرام وبین ما هو مکروہ وبین ما نهی عنہ لمعنی وبین ما ینهی عنہ لمعانٍ کثیرةٍ ویدل علی صحة ما ذکرنا قولہ صلی اللہ علیہ وسلم للمجذوم المبایع قد بایعناک فارجع فی حدیث الشرید بن السوید الثقفی وهو مذکورٌ بعد وقولہ صلی اللہ علیہ وسلم للمجذوم الذی اخذ بیدہ فوضعها معہ فی القصعہ کل ثقة باللہ وتوکلا علیہ ولا سبیل الی التوفیق بین الحدیثین الا عن هذا الوجہ تبین بالاول التوقی من اسباب التلف وبالثانی التوکل باللہ فی متارکة الاسباب لیثبت بالاول التعرض بالاسباب وهو سنةٌ وبالثانی ترک الاسباب وهو حالة انتهی وهو جمع حسن فی غایة التحقیق واللہ ولی التوفیق اور ایسا ہی صاحب طریقۂ محمدیہ کی بھی رائے ہے اور طیبی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے اور تسہیل المنافع للطبیبین ہے ولا ینبغی ان یجالس الصحیح المجذوم ونقدہ روی البخاری من حدیث ابی هریرة عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال فر من المجذوم فرارک من الاسد وروی الشیخ وهو فی مسند احمد عن ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کلم المجذوم بینک وبینہ رمح اور رمحان

وروی ابوبکر السنی باسنادہ عن الثرید ان مجذوما اتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیبایعہ فذکرت ذلک لہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم ائتہ فاعلمہ انی قد بایعتہ فلیرجع یعنی نہین سزاوار ہی اصحاب کو کہ بٹھاوین مجذوم کو اپنے پاس پس تحقیق کہ روایت کیا بخاری نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بھاگو مجذوم سے جس طرح بھاگتے ہو شیر سے اور امام احمد نے اپنے مسند مین ابن عباس سے روایت کیا ہی کہ فرمایا رسول اللہ نے کہ مجذوم سے بات کرو در آنحالیکہ تمہارے اور اُسکے درمیان فاصلہ ایک یا دو نیزون کا ہو اور ابوبکر سنی نے اپنے اسناد سے شرید سے روایت کیا ہی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک مجذوم آیا بنی ثقیف کا تاکہ آپ سے بیعت کرے پس لوگون نے آپ کو اُسکے آنے سے مطلع کیا آپ نے فرمایا کہ مین جانتا ہون مین نے بیعت لے لی اُس سے کہو کہ لوٹ جاوے اور مروی ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے لا یورد ن ممرض علی مصح پس یہ روایتین مصدق ہین اقوال ملا علی قاری وغیرہ کے اور جس شخص کا یہ خیال ہی کہ یہ روایتین حدیث لاعدوی سے منسوخ ہوگئین محض غلط ہی کیونکہ نسخ مشروط ہی دو شرطون سے اول یہ کہ حدیثین متعارضین ہین جمع نہو سکے دوسری معرفت تاریخ ناسخ و منسوخ محقق ہو اور یہ دونون شرطین اِس جگہ مفقود ہین اسلیے کہ حدیث لاعدویٰ مین نفی اعتقاد مشرکین مراد ہے کیونکہ اُنکا اعتقاد تھا کہ امراض متعدیہ بحسب طبیعت خود موثر ہین اور اُس تاثیر کو ایسا یقینی سمجھتے تھے کہ مریض کی عیادت کو جانا اور اُسکی مرجانے پر تجہیز و تکفین مین شریک ہونے کو اپنے مرجانیکا یقینی سبب سمجھتے تھے جیسا کہ ابی لہب کے قصۂ متذکرہ بالا سے واضح ہے پس آپ نے اُنکے اِس اعتقاد کی نفی فرمائی ہی نہ یہ کہ نفس حقیقت عدویٰ کی اور اگر یہ تسلیم بھی کر لیا جاوے کہ نفی مطلقًا مراد ہی جیسا کہ علامۂ حافظ ابن حجر عسقلانی کی رائے ہی (یعنی حدیث لاعدوی ولا طیرہ اور حدیث فر من المجذوم فرارک من الاسد یا لا یورد ممرض علی مصح کے جمع مین شرح نخبۃ الفکر مین فرماتے ہین والاولی فی الجمع بینہما ان یقال ان نفیہ صلی اللہ علیہ وسلم للعدوی باق علی عمومہ وقد صح قولہ صلی اللہ علیہ وسلم

لا یعدی شی شیئًا وقوله صلی الله علیه وسلم لمن عارضه بان البعیر الاجرب یکون فی الابل صحیحۃ فیخالطها فتجرب حیث رد علیه بقوله فمن اعدی الاول یعنی ان الله سبحانه وتعالیٰ ابتدء ذالک فی الثانی کما ابتداءه فی الاول واما الامر بالفرار من المجذوم فمن باب سد الذرائع لئلا یتفق للشخص الذی یخالطه شئ من ذالک بتقدیر الله تعالیٰ ابتداءً لا بالعدوی المنفیۃ فیظن ان ذالک بسبب مخالطته فیعتقد صحۃ العدوی فیقع فی الحرج فامر بتجنبه حسمًا للمادۃ والله اعلم) تو بھی ایسے مریض سے بچنے کے کافی وجوہ موجود ہین کیونکہ اگرچہ نفی عدویٰ بالعموم یعنی خواہ بحسب اعتقاد مشرکین یا باعتقاد مجوزین حدیث سے ثابت ہوچکا ہی تب بھی صیانۃً للاعتقاد اوس سے احتراز رکھنا لازمی وضروری ہی تنبیہ نفی مذکور سے نفی تعدیہ صورت اولیٰ مراد ہی کیونکہ تعدیہ صورت ثانی بالاتفاق ثابت ہی۔

پس ایسے مریض کو جو امراض وبائیہ مین گرفتار ہوچکا ہو علیحدہ رکھنا خواہ صیانۃً للاعتقاد ہو یا بخوف تعدی بالکل شریعت کے مطابق ہی لیکن اس احتراز کے یہ معنی سمجھ لینا کہ مرضا کی عبادت اور اموات کی تجہیز وتکفین مین کمی کی جاوے اعتقاد مشرکین کا ہے جیسا کہ ابی لہب کے واقعہ سے ظاہر ہے بلکہ اپنی حفاظت موٹے کپڑون مثل فلالین کے اور دیگر طریقون مثل خوشبو سے کرلینے کے بعد حقوق مسلمین کا خیال رکھنا جہاد کا حکم رکھتا ہے جیسا کہ بحث فرار مین ثابت ہوچکا ہی پس ہم باشندگان ہندوستان کو عمومًا اور مسلمانون کو خصوصًا گورنمنٹ کے اجراء کردہ قانون پر جو اوس نے بالکل ہمارے احکام شرعی کے مطابق جاری کئے ہین اور جس مین اوسنے ایک شفیق مادر کی طرح ہماری ہر طرح کی نگہداشت فرمائی ہی مشکور ہونا چاہیے اور اوسپر عملدرآمد کرنے کی کوشش کرنا چاہیے تاکہ یہ منحوس بلا جس کا نام سنتے ہی بڑے بڑے بہادرون کے اندام پہ لرزہ آتا ہی ملک سے دور ہو اور ہم اس سے نجات پاوین۔

چوتھی تدبیر اس وبا کے روکنے کی قرنطینہ ہی کیونکہ یہ ثابت ہوچکا ہی کہ جب کوئی موضع

طاعون سے فرار کرکے صحیح المزاج ہوا مین جانیکا قصد کریگا تو اُسکے گرفتار بلا ہو جانیکا قوی
خیال ہی اس لیے کہ جب وہ مقام طاعون سے بھاگا ہی اُسوقت اُسکی طبیعت کو سمیت
ہوا سے نوعی مناسبت ہو چکی تھی جیساکہ ہم پیشتر ثابت کر آئے ہین کہ ہوا کے مسموم ہونے
کے ساتھی تمام ابدان کو بسبب ضعف و قوت طبیعت خود سمیت ہوا سے مناسبت ہو جاتی ہے
پس جب وہ فرار ہو کر یکبارگی صحیح المزاج ہوا مین داخل ہوگا تو اغلب ہی کہ مسموم طبیعت مین
صالح ہوا کے اختلاط سے بیمار ہو کر دوسرون کے متوہم کرنیکا سبب ہو اور یہ ثابت ہو چکا ہے
کہ وہم بھی تعدیہ امراض کا سبب ہی پھر ممکن ہی کہ وہ دوسرا بوجہ اپنے وہم کے بلا کا شکار ہو کر انتشار
مرض کا باعث ہو پس سرکار عالی وقار نے وبا کے روکنے کے لئے یہ اچھی صورت اختیار کی ہے
اور ہمارے حضور نبوی کا ارشاد بھی اسکا مؤید ہے عن عبد الرحمن ابن عوف
رضی اللہ عنہ مرفوعا اذا سمعتم بہ بارض فلا تقدموا علیہ واذا وقع بارض وانتم فیہا
فلا تخرجوا فرارا منہ پس علل ممانعت فرار مین سے علت متذکرہ بالا بھی ہوسکتی ہے
یعنی آپنے ممانعت فرار من جملہ اور وجوہ کے اسوجہ سے بھی فرمایا ہی کہ در صورت فرار لوگ
موضع طاعون سے بھاگ کر دوسرے مقامات پر اسکے پھیلنے کے باعث ہونگے اور یہ واضح ہی کہ
ممانعت آپ نے اسوقت فرمائی تھی جبکہ سفر کے ذرائع بالکل ناقص اور تکلیف رسان تھی اب
جبکہ زمانہ نئی روشنی کا ہی اور ترقی کے دروازہ کھلے ہوے ہین ہر امر مین روز بروز نمایان ترقی
ہو رہی ہی حالت سفر مین گھر سے زیادہ آرام ملتا ہی خصوصا ریل کے سلسلہ نے تو تمام مصائب
سفر کا ایک دم صفایا کر دیا اور بآسانی ایک چھوٹی حیثیت کا آدمی بھی مسافت بعیدہ اُسی
آرام سے طے کر سکتا ہی جیسا کہ ایک متمول شخص اور اس وجہ سے تجارت مین یوما فیوما ترقی
نمایان نظر آتی ہی اور لکھو کھا آدمی ایک مقام سے دوسرے مقام پر جو کہ اُنکے مقام متوطنہ سے
سیکڑون کوس دور ہے اپنی فلاحیت کی کوشش کر رہے ہین اور یہ سلسلہ آمد و رفت
روز جاری ہی رہتا ہی اور ہمکو وہی زیادہ سمجھ سکتا ہی جو کہ ریلوے اسٹیشنون سے کسیقدر تعلق رکھتا ہے

پس سرکار نے قطعی ممانعت فرار کو متعذر سمجھکر اور قانون حفظ صحت کو پیش نظر رکھکر قانون
قرنطینہ نافذ فرمایا تاکہ مقام طاعون کے آنے والے لوگ دوسرے مقام پر طاعون نہ پھیلائین
اور چونکہ اطبا اور ڈاکٹرون کے تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہی کہ دس یوم مین اس امر کا اطمینان
ہو جاتا ہی کہ یہ بھاگا ہوا یا آیا ہوا شخص مقام طاعون سے مبتلا یا صحیح رہتا ہی اور درصورت
صحیح رہنے کے یہ خیال کر لیا جاتا ہی کہ اس شخص پر مقام طاعون مین زیادہ اثر نہین ہوا تھا
اسلیے اُسکو اجازت اپنے مقام پر جانے کی دیدیجاتی ہی اور درصورت مبتلا ہونے کے اُسکو
الگ مقام پر پہلی ہی سے رکھا گیا تھا اسلیے دوسرون پر اُسکا اثر پہونچنا ناممکن ہی الا ماشاءاللہ
چنانچہ ان قواعد کو عملی صورت مین لانے سے ممالک متحدہ آگرہ و اودھ مین عرصہ تک امن
قائم رہا لیکن یہ طریقہ مسدود ہوتے ہی غضب الٰہی ہمارے حصۂ ملک پر ٹوٹ پڑا
اور کوئی قصبہ اور کوئی قریہ باقی نہ رہا جہان کہ سینکڑون اس قاتل وبا کے زخمی پڑے
کراہ نہ رہے ہون اور ہزارون پیوند خاک نہ ہو گئے ہون کاش ہمارے ملکی برادر اب بھی
چیتین اور ایسے قواعد پر عمل کرنے کی کوشش کرین جنکو زوال وبا مین طبا شرعا قوی تصور
فرمایا گیا ہی تو شائد اس بلا سے نجات ملنے کی کوئی صورت ہو ورنہ خود کردہ را علاجی نیست
پانچوین تدبیر اس بلا کے روکنے کی یہ ہی کہ جب معلوم ہو کہ سمیت زمین سے خارج ہو رہی ہی
اور حشرات الارض فرار کر رہے ہین تو اُن مقامات پر جہان کہ آفتاب کی حدت نہ پہونچ سکتی ہو
مثل کوٹھریون وغیرہ کے یا جو مقامات پست اور سیلدار ہون یا مکان مین جہان پانی جمع
رہتا ہو آگ کے ذریعہ سے گرمی پہونچانا چاہیے یعنے ایسے مقامات کو آگ دیدینا چاہیے
کہ وہ انجرات ردیہ یا دخان جو زمین سے نکل رہا ہو یا وہ طاعونی کیڑے جو ایسے مقامات پر
پیدا ہو جاتے ہین آگ کی گرمی سے جل جاوین اور اُنکی سمیت دفع ہو جاوے کیونکہ آتشزدگی
کو دفع سمیت مین بہت دخل ہی چنانچہ یہ وبا ایک مرتبہ لندن مین نمودار ہوئی تھی لیکن ایک
عظیم آتشزدگی نے اسکو جو روئی کے کارخانہ سے شروع ہوئی تھی بالکل فنا کر دیا اور

شریعت محمدیہ نے بھی دافع نجاست نار کو گردانا ہی چنانچہ عالم علوم عقلی ونقلی مولانا مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محلی لکھنوی اپنے رسالہ نفع المفتی کے مطہرات مین لکھتے ہین فان احراق شئ او طبخه یطهره الا تری الی راس الشاة المتلطخ بالدم یطهره بالاحراق وہو کل مرقته والتنور اذا رش بماء نجس فیبس بالنار لا ینجس الخبز یعنی جلانا کسی شے کا یا پکانا اُسی شے کا پاک کر دیتا ہی شے کو کیا نہین دیکھا تو نے کہ بکری کا سر جو کہ خون مین لتھڑا ہوا ہو پاک ہو جاتا ہی جلانیسے اور اُسکا شوربا کھایا جاتا ہی اور ایسا ہی وہ تنور جس مین نجس پانی چھڑکا گیا ہو اور آگ نے اُسکو خشک کر دیا ہو اور نفع المفتی کے کتاب الانجاس باب ما یتعلق بہ کے استفسارات مین ہی الاستفسار تعارف فی مصارنا ان الخباز ین یمسحون التنور بخرقة مبتلة یظن نجاستها بل قد یتیقن انها نجسة فهل ینجس الخبز ام لا الاستبشار ان مسح التنور بخرقة متبلة نجسة ویبس النجاسة بالنار ولم تبق قبل الصاق الخبز فی التنور لا ینجس الخبز لان النجاسة قد زالت بالاحراق فکان کما اذا یبس الارض النجس بالشمس فانه یطهر الا تری ان راس الشاة المتلطخ بالدم اذا احرق معه یطهر وتوکل مرقته التی منها کذا فی فتاوی قاضیخان ترجمہ ہمارے زمانہ مین مشہور ہے کہ نان بائی تنور کو ایسے کپڑون سے صاف کرتے ہین جنکے ناپاک ہونے کا گمان ہی نہین بلکہ یقین ہی ایسے تنور کی پکی ہوئی روٹی پاک ہی یا نہین اور ایسے تنور کی روٹیون کا کھانا جائز ہے یا نہین۔ جواب یہ ہی کہ ناپاک اور تر کپڑے سے تنور کا صاف کرنا اور اُسکی تری کا آگ کی حدت سے خشک ہو جانا یہانتک کہ قبل الصاق خبز کے تنور مین تری باقی نہ رہے روٹی کو ناپاک نہین کرتا ہی اسواسطے کہ احراق سے نجاست زائل ہو گئی اور اُسکی ایسی صورت ہی جیسا کہ زمین نجس خشک ہو جاوے حدت آفتاب سے اور پاک ہو جاوے کیا نہین دیکھا تو نے کہ بکری کا سر خون لتھڑا ہوا جل جانے سی پاک ہو جاتا ہی اور اُسکا شوربا کھایا جاتا ہے کذا فی فتاوی قاضیخان انتہیٰ اور یہ واضح رہے

کہ شریعت محمدیہ مین ہر چیز کی حلت حرمت صرف دو چیزون سے ہوتی ہی یعنی جب کوئی چیز جسم یا روح کو اکثر فائدہ پہونچاتی ہے تو وہ حلال کردی گئی ہے اور جو چیز ایسی ہے کہ جسم یا روح کو بالکل فائدہ نہین پہونچاتی یا اُسکا فائدہ مضرت سے کم ہوتا ہی تو وہ حرام کردی گئی ہی اور جس مین مضرت اور فائدہ مساوی ہون وہ مکروہ کردی گئی ہے کیونکہ منافع کا بدل ہوسکتا ہی اور نقصان کا بدل دشوار ہے مثلاً سود کھانا کہ گو اس مین ظاہری فائدہ ہی لیکن سود سے قلب کی نورانیت اور راحت جاتی رہتی ہی بیمروتی اور لالچ جو خدائم خبیثہ سے ہین طبیعت مین زور پکڑتے ہین تو گویا سود لینے سے روحانی شرافت پہ بدنما دھبا لگتا ہے اسیوجہ سے شریعت نے سود لینا حرام کردیا اور سنکھیا کہ مطلق سم اور بالخاصہ قاتل ہی اسی وجہ سے شریعت نے اسکو بھی حرام کردیا علی ہذا القیاس بہت سی چیزین ایسی ہین کہ اُنکے حلال یا حرام ہونے کی حکمتین ہم پر ابتک نہین ظاہر ہوئین لیکن یہ ضرور ہے کہ وہ کسی خاص مصلحت پر مبنی ہین اور ہماری ناقص ادراک اُنکے ادراک سے عاجز ہی بس ایساہی دم سائل کے استعمال سے اول تو انسانی خون مین فساد آتا ہی اور دوسرے قوت بہیمیہ کو قوت حاصل ہوتی ہی اسلیے شریعت نے اسکو نجس گردانا اور اُسکا کھانا حرام قرار پایا لیکن جب وہ جل گیا تو جس چیز مین یہ خون لگا ہوا تھا اُسکا کھانا حلال ہوگیا اور ایسا ہی پیشاب خواہ کسی حیوان کا ہو چونکہ وہ فضلۂ حیوانی ہے اور جزء بدن نہین ہوسکتا اور اُسکے استعمال سے خباثت اور بے شرمی میلاپن طبیعت مین پیدا ہوتا ہی اسلیے شریعت نے اُسکو بھی نجس قرار دیا ہی پھر جب وہ کسی پانی مین مل گیا تو وہ پانی بھی نجس ہوگیا لیکن جب وہ پانی کسی گرم تنور مین چھڑکا گیا تو حدت نار نے اُس نجاست کو زائل کردیا اور اُسکی پکائی ہوئی روٹی کا کھانا جائز ہوا پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ ازالۂ نجاست مین آگ کو بھی دخل ہی تو ہم کہتے ہین کہ یہ انجرات ردیہ بھی ایک قسم کی نجاست ہین بلکہ اُنکے پیدا ہونیکا خاص سبب یہی نجاست اور گندگی ہی تو اسکا ازالہ آگ سے کیون نہین ہوسکتا پھر جب یہ تسلیم کرلیا گیا کہ بیشک انجرات ردیہ کو حدت نار دفع کرسکتی ہے

تو ہم کو اُن حضرات کی بیجا مخالفت سے سخت صدمہ پہونچتا ہے جو وبائی مقامات کو آگ پہونچانا مہمل اور فضول تسلیم کرتے ہین پس ایسا کرنے والے اور ان امور پر لڑنے جھگڑنے والے تمام مخلوق کے سخت دشمن ہین بلکہ مین کہہ سکتا ہون کہ اس وبائی بلا کی ترقی کے خاص یہی اشخاص سبب ہین کاش وہ اپنے تعصب کی اندھی عینک کو آنکھون سے اُتار ڈالتے اور پھر اپنے ملکی بھائیون کے مصائب کو دیکھتے تو یقینا وہ ان قوانین سرکاری کو جو بمنزلہ رحمت الٰہی کے ہین مفید پاتے اور اُسپر عمل کرتے۔

چھٹی تدبیر اس بلا سے بچنے کی یہ ہی کہ جب ظاہر ہو کہ سمیت زمین مین آگئی ہی تو پانی کو بغیر مدبر کئے ہوئے ہرگز نہ استعمال کرین کیونکہ یہ محتاج بیان نہین ہی کہ جب بخارات ردیہ زمین سے اُٹھتے ہین تو بیشتر اُسپر اثر پڑتا ہی جو کہ زمین کے زیادہ قریب ہی اور یہ مخفی نہین ہے کہ پانی ہی سے آتا ہی پس بیشک اس سے انجرات ملکر اوسکے مزاج طبعی کو بگاڑ دیتے ہین اور باعتبار تحقیقات جدیدہ کے بھی طاعونی کیڑے پانی کے ذریعہ سے جسم کے اندر داخل ہو کر مرض پیدا کر دیتے ہین اور پانی کے مدبر اور صاف کرنے کی نہایت عمدہ اور مجرب صورت یہ ہی کہ ایک تپائی اونچی تخمیناً چار ہاتھ کی ایسی بنائی جاوے کہ جسکے درمیان مین تین تختیان لگا دیجاوین جس مین بہت چھوٹا سوراخ کر دیا گیا ہو اور تین گھڑے نئے لیکر اوسکے بیندے مین بھی سوراخ کر دیا جاوے اور ایک مین بالو دوسرے مین کوئلہ بھر دیا جاوے پھر پہلے گھڑے کو پانی سے بھر کر کے پہلے تختے پر رکھنا چاہیے اور اُسکے سوراخ مین صاف کپڑے کی تبی لٹکا دینا چاہیے اور دوسرے گھڑے کو جس مین بالو بھر دی گئی ہے اُسکے دوسرے تختے پر رکھدینا چاہیے تا کہ پہلا سادہ پانی اُس بالو والے گھڑے مین گرے اور اُس بالو والے گھڑے مین جو سوراخ ہے اُس مین بھی ایک تبی لگا دیجاوے اور تیسرے خانہ مین کوئلہ کا بھرا ہوا گھڑا رکھدینا چاہیے تا کہ بالو کے گھڑے سے پانی مقطر ہو کر اُسمین آوے اور اُسکے نیچے ایک ظرف پانی جمع ہونے کیلئے رکھدیا جاوے اور کوئلے والے گھڑے کی

سوراخ مین بھی ایک صاف بتی لگا دیجائے دوسرا طریقہ پانی کے صاف کرنیکا یہ ہی کہ پانی مین شب یمانی جوش دیجائے اور بعدہٗ پانی چھان لیا جائے۔

ساتوین تدبیر اُس بلا سے محفوظ رہنے کی یہ ہی کہ جب حشرات الارض فرار کرنے لگین اور یہ ظاہر ہوجاوے کہ زمین مین سمیت آگئی ہی تو ایسے وقت مین اُن اشیا کا کھانا ترک کردین جو زمین کے اندر پیدا ہوتی ہین مثل گاجر و مولی و شکر قند آلو اروی شلجم زمین قند چقند وغیرہ وغیرہ اور اُن ساگون کو جو وبائی زمانہ مین پیدا ہون مثل گوبھی کرم کلہ اور دیگر بقولات سے قطعاً پرہیز کرین اُن جانورون کے گوشت کو بھی قطعاً نہ کھاوین جو وبائی زمانہ اور مقام کی گھاس چرے ہون کیونکہ زمین سے اُٹھنے والے انجرات پہلے ان اشیاء کو مخلط ہوکر ان مین سمیت پیدا کردیتے ہین پھر جب ان کو حیوانات چرتے ہین تو وہی اجزاء سمیہ انکے لحوم مین بھی سم پیدا کردیتے ہین چنانچہ شیخ الرئیس کا قول ہی الوباء یفسد الاشجار والنباتات فیفسد متعلقاتھا من الماشیۃ فتفسد اکلھا من الناس یعنی وبا فاسد کردیتی ہی اشجار کو اور نباتات کو پھر اُسکے متعلقات بھی فاسد ہوتے ہین پھر اُنکا کھانا آدمیون مین فساد واقع کرتا ہی اور داود انطاکی اپنی کتاب نزہت مین فرماتے ہین وربما تعدت السمیۃ الوبائیہ الی غیر الانسان من البقر والخیل بحسب کیفیۃ الھواء افسدت الفاکھۃ ایضاً والزرع اور اگر خواہش گوشت کھانے کی ہو اشیاء ترش ڈالکر استعمال کرین اور بہتر ہوگا کہ شوربا ہرگز نہ کھاوین تاکہ رطوبت فضلی بدن مین زائد نہو اور گوشت مین بھی کوفتہ بناکر کھانا اچھا ہے اور ایسے ایام مین حموضات مثل آب ترنج آب نارنج آب لیمو و سماق و زرشک انار دانہ و آب غورہ و آب انار ترش سرکہ عرق نعناع اور سکنجبین املی وغیرہ کا استعمال رکھنا ازحد مفید ہے۔

آٹھوین تدبیر اس بلا سے محفوظ رہنے کی یہ ہی کہ اگر خدانخواستہ کوئی بیمار ہوکر مرجاوے

تو اُسکے ملبوسات کو استعمال نہ کرین کیونکہ انجرات سمیہ جو وبائی بیمار کے بدن سے بوجہ زیادتی
حرارت کے خارج ہورہے تھے اُنکے بڑے حصہ سے یہ کپڑا مؤثر ہوچکا ہی بلکہ بہتر ہوگا کہ
اُسکو جلا ڈالین اور جن حضرات نے اسکو اسراف خیال کرکے ناجائز قرار دیا ہی شاید اُنھون نے
غور سے کام نہین لیا کیونکہ ایسے ملبوسات کا استعمال دو وجہون سے مضر ہی ایک تو یہ کہ
انجرات ردیہ سمیہ بیمار کے بدن سے نکلکر اُسکو مؤثر کرچکے ہین پس اُسکے استعمال سے ممکن ہی
کہ صاحب استعمال پر کوئی اثر پہونچے دوسرے یہ کہ ایسے امراض وبائیہ سے لوگ عموماً خائف
ہوتے ہین حتی کہ طاعون یا وبا کا نام سننا اُنکو ایسا ہی ناگوار ہوتا ہی جیسا کہ کوئی فحش کلمہ
زبان سے نکالنا برا خیال کیا جاتا ہی پھر وہ طاعون زدہ کے ملبوس کو کب اچھی نظرون سے
دیکھینگے سال گذشتہ مین جب میرے قصبہ مین اس بلاء ملعونہ کا زور تھا تو مین نے بچشم خود
دیکھا ہے کہ اُن بچھونون اور کپڑون کو جو مرنے والے نے اپنی بیماری کی حالت مین استعمال
کیے تھے لوگون نے بستی سے باہر پھیکدئے تھے حالانکہ بعض اُن مین بالکل نئی اور قیمتی تھے
عرصہ تک پڑے رہے اور کسی نے بھی نہ پوچھا پھر اگر طاعون زدہ کے ملبوسات کا ایسے لوگ
استعمال کرینگے تو چونکہ واہمہ خلاق ہوتا ہی ضرور اُنکا وہم اُنکو بیمار کردیگا چنانچہ تحصیل
غرض القاصد فی تفصیل المرض الوافد مین امام ابو جعفر خاتمہ اندلسی تحریر فرماتے ہین وکذالک
من الاستعمال ملابسھم وفرشھم التی تقلبوا فیہا زمن مرضھم کما شھد لہ
العلم والتجربہ ولقد شاھدت اھل لسوق الخلق بالمریۃ الذین یبتاعون بہا
ملابس الموتی وفرشھم مات اکثرھم ولم یسلم منھم ولا من الذین
خلفوا ھم الا الاقل پس جب یہ ثابت ہوگیا کہ ایسے کپڑون کے استعمال سے مضرت کثیر
تو اُنکے ضائع کردینے مین کوئی حرج نہین ہی۔
نوین تدبیر اس بلا سے محفوظ رہنے کی یہ ہے کہ جب حشرات الارض فرار کرنے لگین اور سمیت
ہوا مین آجاوے تو مکانون مین خوشبو سلگانا شروع کرین کیونکہ اسپر عمل کرنے سے اُ

ابدان پر ریاح فاسدہ کا کامل اثر نہین پہونچتا جو اکثر خوشبوؤن کا استعمال رکھتے ہین
اور یہ ظاہر ہے کہ ریاح متعفنہ کو بھی فساد طبیعت مین بہت کچھ دخل ہی اور اسی وجہ سے
حضور نبوی روحی فداہ نے یوم جمعہ کے لئے غسل سنت فرما دیا تاکہ ریاح متعفنہ سے
لوگ پریشان نہ ہون چنانچہ مشکوۃ مین ہی عن عکرمۃ قال ان ناسا من اہل العراق
جاؤا فقالوا یا ابن عباس اتری الغسل یوم الجمعۃ واجبا قال لا ولکنہ اطہر وخیر
لمن اغتسل ومن لم یغتسل فلیس علیہ بواجب وساخبرکم کیف بدء الغسل
کان الناس مجہودین یلبسون الصوف ویعملون علی ظہورہم وکان مسجدہم
ضیقا مقارب السقف انما ہو عریش فخرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
فی یوم حار وعرق فی ذالک الصوف حتی ثارت منہم ریاح اذی بذالک بعضہم بعضا
فلما وجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال یا ایہا الناس اذا کان ہذا الیوم فاغتسلوا ولیمس احدکم افضل ما یجد من دہنہ
وطیبہ قال ابن عباس ثم جاء اللہ بالخیر ولبسوا غیر الصوف وکفوا العمل ووسع
مسجدہم وذہب بعض الذی کان یوذی بعضہم بعضا من العرق رواہ ابوداؤد
یعنی کچھ آدمی اہل عراق سے ابن عباس کے پاس آئے اور پوچھا کہ کیا غسل جمعہ کے دن
واجب ہی فرمایا کہ نہین لیکن زیادہ پاکی ہی اور وہ اچھا ہی جسنے جمعہ کے دن غسل کیا اور
جسنے غسل نہین کیا اُسپر واجب بھی نہین ہی اور مین تمکو بتاتا ہون کہ غسل کیونکر شروع ہوا
وہ یہ ہی کہ بعض آدمی کاشتکار کملی پہنا کرتے تھے اور اپنی پیٹھون پر بوجھ لادتے تھے اور
مسجد اُسوقت بہت تنگ اور نیچی چھت کی تھی پھر ایک دن حضرت رسول اللہ صلعم گرمی کے
موسم مین تشریف لائے پس اُن لوگون کو پسینا آیا اور کملی سے سخت بدبودار ہوائین نکل کر
منتشر ہوئین آپنے فرمایا یا ایہا الناس اس دن غسل کیا کرو اور ہر شخص خوشبودار چیزین
لگایا کرے پھر ابن عباس نے فرمایا کہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی اور انھون نے اپنی کملیان
اُتار ڈالین اور اُنکی مشقتون مین کمی آگئی اور مسجد بھی وسیع اور بلند کردی گئی پھر ہوا متعفنہ

جس سے لوگ متاذی ہو رہے تھے جاتی رہی اسکو ابوداوُد نے روایت کیا ہی اس حدیث سے ظاہر ہے کہ استحباب غسل جمعہ کا بسبب دفع اذیت ریاح متعفنہ ہی جو اُن لوگون کی باعث ہوتی تھی جو اپنے پیٹھون پر بوجھ لادا کرتے تھے اور غسل نہ کر سکتے تھے اور اُنکا پسینا متعفن ہو جاتا تھا جس سے دیگر مصلیون کو اذیت ہوتی تھی بخاری مین ہی حدثنا عبدان قال اخبرنا عبد الله قال اخبرنا یحیی بن سعید انہ سأل عمرۃ عن الغسل یوم الجمعۃ فقالت قالت عایشہ رضی الله عنہا کان الناس مھنۃ انفسہم کانوا اذا راحوا الی الجمعۃ راحوا فی ہیئتہم فقیل لہم لو اغتسلتم اور دوسری حدیث مین ہی حدثنا احمد قال حدثنا عبد الله ابن وہب قال اخبرنی عمرو بن الحرث عن عبد الله ابن ابی جعفر ان محمد بن جعفر بن الزبیر حدثہ عن عروۃ ابن الزبیر عن عایشۃ زوج النبی صلی الله علیہ وسلم قالت کان الناس ینتابون فی الغبار یصیبہم الغبار والعرق فیخرج منہم العرق فاتی رسول الله صلی الله علیہ وسلم انسان منہم وہو عندی فقال النبی صلی الله علیہ وسلم لو انکم تطہرتم لیومکم ہذا اور حضرت عمر نے اسی خیال سے بہت سے نوکر رکھے تھے کہ جو مساجد مین عیدین اور جمعہ کے دن جبکہ مجمع زیادہ ہوا کرتا تھا عود اور دیگر خوشبوئین جلایا کرتے تھے چنانچہ اُن خوشبو سلگانے والون مین سے ایک صاحب کا نام عبد اللہ بن المجمر تھا اور سفر السعادت مین ہی استحباب تجمیر مسجد است یعنی عود سوختن و خوشبو کردن مسجد ان حوالجات سے ظاہر ہی کہ بذریعۂ خوشبو کے ہوا کی اصلاح احسن طور سے ہو سکتی ہی پس وقت معلوم ہونے اس امر کے کہ ہوا فاسد ہو گئی ہے اُن اشیا کو سلگانا چاہیے جنکو تجربہ نے مفید ثابت کیا ہو۔

دسوین تدبیر اس بلا سے محفوظ رہنے کی یہ ہی کہ ایام وبا مین اپنے بدن کو موٹے کپڑون سے ڈھانکے رہین خصوصًا اس امر کا لحاظ رکھین کہ برہنہ پا ہرگز نہ چلین کیونکہ تجربہ سے ثابت ہوا ہی کہ اس وباء طاعون کا حدوث اکثر زمین سے ہوتا ہی اور اسی وجہ سے جو اقوام

برہنہ پا چلنے کے عادی ہین زیادہ اِس مین مبتلا ہوتے ہین اور بہتر ہوگا کہ وقت نمود وبا اپنی سکونت بلند مقام پر رکھین مثل کوٹھون وغیرہ کے اور اگر آبادی ہی کے اندر اونچے ٹیلون پر قیام کرین تو کچھ حرج نہین ہے لیکن آبادی کے باہر جانا خطرہ سے خالی نہین ہے جیسا کہ اپنے موقع پر ثابت ہو چکا ہی۔

گیارھوین تدبیر اس بلا کے روکنے کی یہ ہی کہ اُس ٹیکہ کا رواج دیا جائے جو ڈاکٹر ہفکنیں صاحب بہادر نے طاعون سے بچنے کے لیے ایجاد کیا ہی کیونکہ تجربہ نے اُسکو نہایت مفید ثابت کیا ہی چنانچہ حکیم احمد حسین صاحب سرمور ناہنی اپنے رسالۂ طاعون اور گورنمنٹ آف انڈیا مین لکھتے ہین ایک معزز اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر نے رپورٹ کیا ہی کہ اس مرض سے بچنے کے واسطے ٹیکہ قطعی اور یقینی تدبیر ہے اور تجربہ سے ثابت ہو چکا ہی کہ جن لوگون پر ٹیکہ ہوا وہ اس مرض سے محفوظ رہی اور اُنکے قرب وجوار کے لوگ اسکے شکار ہوے موضع بسوان مین ماسوا، دو آدمیون کے سب پر ٹیکہ لگا اور اتفاق سے یہی دو ماجل رسیدہ طاعون مین مبتلا ہو کر مر گئے اور باقی سب کے سب محفوظ رہے اور اِن باتون کا اثر لوگون پر برابر ہو رہا ہی اور متواتر درخواستین آ رہی ہین ایک آفیسر اور اُنکے اسسٹنٹ بڑی سرگرمی سے کام لیتا ہے اور آجتک بارہ سو آدمیون کو ٹیکا لگ چکا ہی انتہی لیکن افسوس کے قابل یہ بات ہی کہ ایسے مفید طریقون سے لوگ احتراز کرتے ہین اور اُسے اپنی موت کا مقدمۃ الجیش خیال کرتے ہین حالانکہ بعد از غور معلوم ہوتا ہی کہ ٹیکا لگانا بھی بالکل احکام نبوی کے مطابق ہی کیونکہ حضور روحی فداہ نے فصد خود لی ہی اور عند التحقیق فصد اور ٹیکہ قریب قریب ہین بلکہ بعض اعتبار سے ٹیکہ فصد سے اُسوقت جبکہ غلیان دم ہو افضل ہی کیونکہ فصد مین وہ شے نکالی جاتی ہی جو کہ توام بدن ہی اگرچہ فی الحال وافر ہی اور ٹیکہ فضلات ردیہ دم کو نکالتا ہی پھر جب موذی نکل گیا تو خون کی زیادتی نقصان نہین کر سکتی چنانچہ جب سے ڈاکٹر جنیر نے چیچک کا ٹیکہ ایجاد کیا اور اُسپر باقاعدہ عمل کیا جانے لگا جو کثرت اموات چیچک سے ہوتی تھی اُسمین کمی آگئی حالانکہ غلیان دم اپنی وقات پر

ہوتا رہتا ہی جب پہلے اس پر عمل نہ کیا جاتا تھا تو ہر سال فی ہزار اٹھارہ آدمی کے قریب اس بلا سے مرا کرتے تھے لیکن جب سے یہ قاعدہ جاری ہوا تب سے فی ہزار آٹھ آدمی مرتے ہین پس بائی طاعون کے روکنے کے لیے بیشک ٹیکہ نہایت عمدہ تدبیر ہے۔

اب مین چند ایسے نسخے درج کتاب کرنا چاہتا ہون جو قبل مبتلا ہونے طاعون مین حالت انتشار وبا مین اصحا بطور حفظ ماتقدم استعمال کر سکتے ہین اور جنکے استعمال سے بفضلہ تعالیٰ پلیگ سے محفوظ رہنے کی امید کی جاسکتی ہی۔

چنانچہ صندل درونج عقربی مرمکی۔ صبر سقوطری زعفران طین مختوم جدوار کافور کو خوب چھان کر گلاب مین گولیان بنائین اور ساڑھے تین ماشہ روز پھانک لیا کرین پیاز کا اچار جو سرکہ مین ڈالا ہو نہایت مفید ہی۔ کافور صبر عمدہ مرمکی زعفران لیکر گلاب بھگو کر پیس لین اور پھر بقدر نخود گولیان بنالین اور ایک گولی شربت انار مین حل کر کے روزانہ استعمال کرتے رہین یہ گولیان علاوہ اصحاء کے مریضون کو بھی مفید ہین چنانچہ سال گذ[شتہ] مین جبکہ میرے قصبہ مین طاعون کا زور تھا تو عم مکرم حضرت مولانا مولوی محمد ادریس صاحب مدظلہ العالی نے ان گولیون کا استعمال اکثر مریضون کو کرایا نہایت مفید تر ثابت ہوئین ہر روز جدوار چھ ماشہ مادہ گاؤ مین گھسکر استعمال کرتے ہین برگ نیب مرچ سیاہ مساوی لیکر بقدر جنگلی بیر کے حبوب طیار کرین اور چار گولیان روزانہ استعمال کرتے رہین عود ... طین مختوم نرکچور زرد چوب زعفران ہر یک ایک ایک تولہ لیکر صبر زرد ریوند چینی ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ کافور تولہ بھر سب کو پیسکر شربت گلاب مین ملالین اور تھوڑا تھوڑا استعمال مین لاوین بارد اور ترش شربتون کا استعمال رکھین عرق لیمو کاغذی تین ... کافورہ ایک رتی پانی مین ملاکر پئین۔

اور اگر کوئی مرض وبا مین گرفتار ہو جاوے تو طبیب کو لازم ہو کہ علاج کرنے مین دواؤن کا استعمال کرے جو کہ دل کو طاقت دینے والی اور ٹھنڈی اور زہر کے ...

صلاح کرتے ہون کیونکہ قلب پر سمیت کا اثر بہ نسبت دوسرے اعضاء کے جلد ہوتا ہے پس
ب سے پہلے اسکی حفاظت لازم ہی اور اگر طاعونی یا وبائی مریض کو بوجہ حدت اختلاج
لب لاحق ہو زہر مہرہ بنسلوچن مروارید یشب سبز زمرد انار دانہ ان سبکو ایک ایک
شہ لیکر باریک پیس لین اور پانچ ماشہ مفرح بارد مین ملاکر کھائین اسکے بعد پانچ ماشہ
خم ریحان پھنکا کر زرشک تخم کاسنی تین تین ماشہ آلو بخارا پانچ دانے ان سب کا شیرہ
رق صندل عرق بید مشک عرق گلاب چار چار تولہ مین نکالکر شربت انار دو تولہ
ین ملادین اور اوپر سے پی لین یہ نسخہ نہایت مفید ہی فخر الاطبا حکیم اجمل خانصاحب نے
پنے رسالہ مین اسکی بہت تعریف فرمائی ہے الغرض دل کی تبرید اور تقویت مین کماحقہ
شش کرین اور شربتہائے سرد اور خوشبودار مثلاً شربت انار شربت سیب شربت بہی
بت ترشی ترنج شربت نارنج و لیمون شربت حماض عرق بید مشک کے ساتھ بحساب تین تولہ
عمال کرین اور سرکہ اور پیاز کو بھی کھائین اور اس نسخہ قرص طاعون کو استعمال کرین
و بقراط ہند حکیم حافظ محمد اجمل خانصاحب نے اپنے رسالہ مین درج فرمایا ہی گل سرخ
شیر تخم خرفہ تخم حماض نشاستہ تخم کاسنی عصارۂ زرشک حضض صندل سفید و سرخ
قبرس گل مختوم سوا پانچ پانچ ماشے مغز تخم خیار مغز تخم بادرنگ مغز تخم خربوزہ
تخم کدوے شیرین سات سات ماشے کافور ڈیڑھ ماشے سبکو باریک پیس لین
ین ماشے ریوند چینی سائیدہ اور بڑھا دین ان سب کو پرانے سرکہ مین ساڑھے
تین ماشے کی قرص بنالین اور ایک قرص روز سکنجبین سادہ کے ہمراہ کھالیا کرین
کشنیز خشک شیرۂ دانہ ہیل شیرۂ بادیان عرق بید مشک مین نکالکر شربت
۲ تولہ ڈالکر پلادین نسخۂ مجوزۂ حکیم سید خادم حسین صاحب [illegible] زرشک
ک آدھ پاؤ عرق کیوڑہ عرق بید مشک عرق گلاب مین بھگو کر صبح کو [illegible]
ل دین اور پھر صاف کر کے ڈیڑھ پاؤ مصری ملاکر قوام کرلین بعدہٗ [illegible]

طباشیر سفید کافور خالص ہر ایک تین تولہ خوب باریک پیس کر ملالین اور شیشی مین بند کر
رکھین خوراک تین ماشہ عرق لیمو کاغذی کو پانی مین ملاکر پئین۔ کافور صندل کشنیز خشک
طباشیر سفید گلاب مین پیس لین اور ککڑی یا کھیرے کے پانی یا عطر خس عطر گلاب
عطر گل مین بڑھاکر ایک شیشی مین رکھین اور کچھ کچھ دیر بعد اُسکو سونگھین اور گیرو کافور
صندل کشنیز خشک کا ضماد سینہ پر کرین ہاتھ پاؤن کھینچکر باندھنا بھی غشی کو دور کرتا
اور اگر ہذیان یا اختلاط عقل ہو یا صداع کی زیادہ شکایت ہو تو پاشویہ کرانا چاہیے
اور بڑے قسم کے محاجم پنڈلیون پر لگانا چاہیے اور بہت زور سے کھینچنا چاہیے لیکن
اتنا خیال رہے کہ حجامت بے شرط ہو اور روغن گل اور گلاب اور سرکہ اور روغن کاہو
سب کو برابر لیکر کپڑا تر کرکے دماغ پر رکھین اور اگر معمولی قبض ہو تو شیر خشت ترنجبین تمر ہندی
گلقند آفتابی کے ساتھ استعمال کرین اور اگر قبض زائد ہو تو فلوس کو بھی شامل کرلین اور
اگر مریض کو متلی اور دست لاحق ہو تو گلسرخ زرد صندل گل ارمنی زرشک انار دانہ
سماق نہر مہرہ خطائی اور طباشیر کافور ہر ایک ایک ایک ماشہ لیکر گلاب مین پیس لین
اور تھوڑا سرکہ خالص ملاکر فم معدہ پر ضماد کرین اور پھر آدھ گھنٹہ بعد زرشک منقی سماق
دس دس درم انار دانہ گیارہ درم گل سرخ طباشیر پانچ پانچ درم پوست بیرون پستہ
دو درم پودینہ دو درم عود ہندی ایک درم ان سب دواؤن کو کوٹ چھان کر
سفوف بنالین اور ساڑھے چار ماشہ عرق انار کے ساتھ پھنکا دین جناب مسیح الملک
حکیم اجمل خان صاحب نے اس سفوف کی بے غایت تعریف فرمائی ہی کہ یہ سفوف
قے اور دستون کے بند کرنے مین نہایت مفید ثابت ہوا ہی اور اگر پیاس کی شکایت ہو
تو آب تمر ہندی اور آلو بخارا دیوین یہ تدابیر حمی وبائی اور طاعون دونون کو شامل ہین
اور اگر صرف طاعون ہو تو ورم طاعون پر ادویۂ رادعہ ہرگز نہ لگاوین کیونکہ احتمال ہے
کہ مادۂ سمیہ اعضاء رئیسہ کی طرف منتقل نہو جاوے جس سے ہلاکت کا قوی خدشہ ہے

بلکہ مناسب ہی کہ حوالی ورم مین اطلیۂ باردہ کا استعمال کرین تا کہ مادۂ سمی اُلٹ کر اندر کی طرف نجا وے اور اسفنج کو گلاب اور سرکہ اور صندل مین تر کر کے ورم پر رکھین جدوار کو کشنیز سبز کے عرق اور سرکہ مین گھسکر لیپ کرنا چاہیے اور بہتر ہے کہ ورم پر کپڑیان لگوادین ہلدی بیخ ینبلوفر رکت چندن اور گل معصفر عرق کشنیز مین پیس کر جا بجا زخم پر استعمال کرین اور اگر مریض قوی الجثہ عظیم الہمت ہو تو سب سے زیادہ مناسب ہی کہ مادۂ مجتمعہ سمیہ کو چیر کر نکال ڈالین اور اگر مادۂ سمیہ قلیل ہے تو فصد بھی دے سکتے ہین اور اگر مادۂ سمی کی کثرت ہی تو چند رعایتون کے بعد فصد کی اجازت ہو سکتی ہی اولاً طاعون پر پچھنے لگوائین تا کہ فصد سے مادۂ سمی سائر بدن مین نہ پھیل سکے دوسرے یہ کہ گرد طاعون کے ادویہ سرد اور قابض مثلاً حضض گل ارمنی مامیثا وغیرہ کا طلا کرین تا کہ مادۂ سمی نکلتے وقت اندر کی طرف رجوع نہ ہو تیسرے یہ کہ اعضاء رئیسہ خصوصاً دل کے پہلے خوب حفاظت کر لین یعنی اطلیہ عطریہ سرد سینہ اور دل پر رکھین اور سرد خوشبوئین سونگھائین اور سرد پانی مین گلاب ملا کر گھونٹ گھونٹ اُسوقت تک پلاتے رہین جب تک کہ خون بند ہو اور بعد اسکے بھی لحاظ رکھین اور پھر فصد کرین اور جب مادہ سمیہ مجتمعہ کو چیر کر نکالین تو اُسپر اندمال کے لیے مرہم کافوری رکھین اور مرہم کا نسخہ یہ ہی سفیدہ روغن کنجد سفیدی تخم مرغ موم سفید ایک ایک تولہ کافور تین ماشہ موم کو روغن کنجد مین ہلکی آنچ مین پگھلائین پھر سپیدہ اور کافور کو باریک کر کے موم روغن مین خوب ملا لین جب یہ دوا ٹھنڈی ہو جاوے تو انڈے کی سپیدی اُس مین ڈال کر اچھی طرح لت کر لین پھر پرانی روئی مین ملا کر اس مرہم کو زخم پر رکھین

اب ہم تدابیر طبیہ کے بعد شرعی علاج کی طرف رجوع ہوتے ہین اور اسکو عام اصطلاح مین طب روحی کہتے ہین۔ پس واضح ہو کہ طب روحی کے بھی کئی طریقے ہین۔ اول وہ لوگ ہین کہ بعض پر اثر چیزین ایسی اُنکے پاس ہین کہ جنکے گلے مین باندھنے یا جسم مین پھیر لٹکانے سے بالخاصہ مرض دور ہو جاتا ہی بلکہ اسی کا ادنی شعبہ تعویذ گنڈا ہی۔ دوسرے بعض لطریق

مسمریزم یعنی سکون روحی علاج کرتے ہین اُسکے واسطے کوئی چیز پڑھنے لکھنے کی ضرورت نہین ہی بلکہ عامل اپنے معمول پر ایسا حسی عمل کرتا ہی جسکی وجہ سے اُس معمول کی روح کو سکون حاصل ہوتا ہی اور اُس سکون عارض کی وجہ سے روح کو قوت دفع مرض کی حاصل ہوتی ہی یہ اقسام مذکورہ اول تو کمیاب ہین دوسرے بالکل ناکمل تیسرے وہ مبارک انفاس ہین جنکی کامل توجہ تزکیۂ نفس پر رہتی ہے اور وہ ملکوتی صفات حاصل کرکے بحر لاہوت کے شناور ہوجاتے ہین اور بالآخر انکی زبان سے حسین ابن حلاج کا یہ قطعہ نکل جاتا ہی۔ قطعہ

انا من اھوی ومن اھوی انا	نحن روحین حللنا بدنا
فاذا ابصرتنی ابصرتھا	واذا ابصرتھا ابصرتنا

یعنی مین وہی ہون جسکو مین چاہتا ہون اور جسکو مین چاہتا ہون وہ مین ہی ہون ہم دونون دو روحین ہین جنھون نے ایک بدن مین حلول کیا ہی جب وہ مجھے دیکھتا ہی مین اسے دیکھتا ہون اور جب مین اسے دیکھتا ہون وہ مجھے دیکھتا ہی اور ایسے ہی لوگون کے لیے مولانا کا ارشاد ہے ؎

گفتۂ او گفتۂ اللہ بود	گرچہ از حلقوم عبداللہ بود

یہ حضرات امراض روحانی وجسمانی دونون کا بطریقۂ روحانی علاج کرتے ہین اور اُسکا اصول صبر وندامت قرار دیتے ہین کیونکہ ان حضرات کا قول ہے کہ عالم دنیا مین جتنے تنزلات ہین وہ انسان کی نافرمانیون کا قطعی نتیجہ ہین پھر اِن تنزلات کے دور کرنیکا عمدہ طریقہ توبہ ہی اور وہ مرکب ہی تین جزو سے علم اور حال اور عمل اور توبہ ایک نور ہی معرفت اور ایمان کا جس سے گناہون کے سمیت معلوم ہوتی ہی پس توبہ کرنے والے کی یہ کیفیت ہوتی ہے یا ہونی چاہیے جیسے کہ کسی نے غلطی سے سنکھیا کھالی اور بعد کھاچکنے کے اُسکے نقصانات سے واقف ہو اور پھر اپنی نادانی پر افسوس کرے اور خوف دہراس مین اُنگلیان حلق مین ڈالکر اس امر کی کوشش کرے کہ مادۂ سمیہ قبل فعل انفعال کے برآمد ہوجاے اور ساتھ اسکے اس امر کا بھی خیال ہو کہ اگر مین نے اس مرتبہ اس بلا سے

نجات پائی تو آیندہ احتیاط کامل رکھونگا اور بغیر شے کے نقصانات و فوائد معلوم ہوئے استعمال مین نہ لاؤنگا یعنی وقت توبہ کرنے کے وہی پشیمانی اور ارادہ ترک معصیت پر ہونا چاہیے جیساکہ اُس سنکھیا کھانے والے کو ہوا۔

آب ہم جب تمام مذاہب پر غائر نظر ڈالتے ہین تو ہر مذہب والے کو اسپر متفق پاتے ہین کہ اعمال انسانی دو نوع پر ہین ایک مسائل رسوماتی جو ہر زمانہ مین زمانہ کے موافق تبدیل ہوتے رہے ہین دوسرے مسائل اخلاقی جو ہر زمانہ مین اور ہر مذہب مین مشترک اور مسلم چلے آئے ہین او رہم تک پہونچے ہین اور انھین سے انسانی افعال کو محدود کر دیا گیا ہے پھر جب کوئی ان حدود سے پھلاند مارنے کا ارادہ کرتا ہی تو اُس سے وہ افعال صادر ہوتے ہین جو خود اوسکی نگاہ مین اُسے بالکل حقیر کر دیتے ہین کیونکہ وہ اسوقت ایک ایسے فعل کا مرتکب ہوتا ہی جو اُسکے ہمچشمون مین ذلیل خیال کیا جاتا تھا اور اس اخلاقی شریعت کی حقیقت اور مصلحت انسانی بناوٹ پر غور کرنے سے بالکل کھل جاتی ہی لیکن اسپر غور کرنے کے یہ معنی نہین ہین کہ ہم اُسکے اعضاء کی تشریح کرین بلکہ ہم اُن اعضاء کی نتائج سے بحث کرنا چاہتے ہین مثلاً ہاتھ پاؤن ناک کان زبان وغیرہ پس دنیا کی کل شہرت و نیکنامی کا تعلق انھین اعضاء کے نتائج کے ساتھ ہے پھر ہم جب ان اعضاء کے نتائج پر غور کرتے ہین تو ہر عضو کو ذو جہتین پاتے ہین مثلاً زبان خدا کی حمد و ثنا اور ستائش کر سکتی ہے ایک بے علم کو علم سکھا سکتی ہے اور ساتھ ہی اسی کے کسی کو بد اور بُرا بھی کہہ سکتی ہے جھوٹھ بھی بول سکتی ہے پاؤن اپنی قوت رفتار کو شراب خانہ یا چکلہ مین پہونچنے کے کام مین لا سکتا ہے اور ذلیل ہوتا ہی اور اسی قوت سے کالج اور اسکول مین جاکر اعلیٰ ڈگریان حاصل کرتا ہی جس سے ممتاز قرار دیا جاتا ہی ایسا ہی دیگر اعضاء کو قیاس کرنا چاہیے پس شرائع نے جن افعال مین انسان کی جسم یا روح کو تباہ اور برباد ہوتے دیکھا اُسی کو معصیت کردانا تاکہ یہ غافل ہستی ہلاک پھندون مین نہ پھنسے ایسلئے

قوت شہوت اور آلۂ تناسل اللہ جل جلالہ نے انسان کو اس غرض سے عطا فرمایا تا کہ نسل انسانی ترقی کرے اور چونکہ انسان مین حیا بھی خصائل رحمانی سے ایک صفت رکھی گئی ہی اور اُسکا مقتضا یہ ہی کہ شرمناک اور رذیل حرکات کو اپنے صاحب کے قریب نہ آنے دے اور ذمائم خسیسہ سے اپنے موصوف کو بچائے رکھے پس اگر انسان نسل انسانی کے ترقی دینے مین کلیتہً مختار کر دیا جاتا اور صیغۂ مناکحت سے اُسکے اختیارات کو محدود نہ کیا جاتا تو قانون تمدن کا بالکل استیصال ہو جاتا چنانچہ اکثر اوقات اس اختیارات کے محدود کر دینے پر بھی وہ شرمناک افعال انسان سے سرزد ہوتے ہین جنکو تحریر کرنے سے لرزہ آتا ہی ہر سال سیکڑون خون اسپر لحاظ نکرنے سے ہوتے ہین علاوہ ازین ہم جب قانون مناکحت کے دوسرے پہلو پر نظر دوڑاتے ہین تو انسان کے علاوہ دیگر حیوانات کو بھی اسپر لحاظ کرتے ہوئے پاتے ہین چنانچہ کل پرندے جوڑا جوڑا ہو کر رہتے ہین جیسے سارس سرخاب بجا وغیرہ وغیرہ اور اپنے جوڑے کے علاوہ دوسرون سے اُسوقت تک کچھ واسطہ نہین رکھتے جب تک کہ اونکا پہلا جوڑا اُسے ترک نہین کر دیتا یا مارا نہین جاتا درندون مین بھی جوڑے جوڑے ہو کر رہتے ہین اور اُن مین ایسی محبت اور وفاداری ہوتی ہی کہ کبھی بھی ایک دوسرے کا ساتھ نہین چھوڑتا اور جو حیوان اسپر کاربند نہین ہوتے اُن مین اکثر نا اتفاقی رہتی ہی چنانچہ کتون کی جو حالت ماہ کنوار اور کاتک مین ہوتی ہی وہ ظاہر ہی ان امور پر لحاظ کرنے سے ماننا پڑتا ہی کہ آئین مناکحت نہایت مفید مصلحت سے ہے اس کے حدود سے متجاوز ہونے پر انسان کا قلب جس نے خلافت ربانی کا تاج پہنا تھا بالکل تاریک ہو جاتا ہی خالص اور سچی باتون کی اُسکی پرواہ نہین رہتی اُسکا دل اندر سے خراب اور بدبودار ہو جاتا ہی اسکی صحت جسمانی اور روحانی کو اُس سے سخت صدمہ پہونچتا ہے چنانچہ اعداد و شمار سے ثابت ہی کہ منکوحہ زندگی باعتبار غیر منکوحہ زندگی کی بہتر حالت مین ہی ڈاکٹر ہدایت اللہ خان ہاپڑی اپنے رسالۂ بقاء جوانی مین لکھتے ہین کہ ۲۵ سال سے لیکر ۳۰ سال تک ہزار منکوحہ آدمیون سے چھ مرتے ہین اور ہزار کنوارون مین سے

دس ایک ہزار انڈون مین سے ۲۲ مرتے ہین پس اس سے بخوبی ثابت ہی کہ صیغۂ مناکحت نہایت مفید اور عمدہ ہی علاوہ ازین ہم جب مناکحت کے قدرتی پہلو پر نگاہ کرتے ہین تو اُسکو انسان کی زندگی کامل کرنے مین شریک پاتے ہین مرد بغیر عورت کے بالکل نامکمل ہی جسوقت سے عورت مرد کے رنج و راحت مین چند مضبوط اقرار کے بعد شامل ہوجاتی ہی تو وہ اُسکی تمام زندگی رفیق ہوجاتی ہی رنج مین رنج کے ساتھ اور خوشی مین خوشی کے ساتھ بسر کرتی ہی بخلاف بازاری اور عام عورتون کے کہ وہ صرف اُسوقت تک رفیق ہین جب تک آشنا کی کیسہ مین زر ہی پس شرایع نے اِن حکمتون پر حکیمانہ نظر ڈالکر انسان کے اختیارات صیغۂ مناکحت سے محدود کردے اور اس سے تجاوز کرنے کو گناہ قرار دیا اور اُسپر سخت تعزیرات مقرر کین اور سخت سے سخت عذاب دیے جانیکا خوف دلایا مگر چونکہ انسان کاسب افعال خلق کیا گیا ہی اور اُس مین کسب افعال کا ارادہ اور اختیار رکھا گیا ہی اس لیے اُس پر خیر و شر کے نتیجے مرتب کیے جانیکا اعلان ہوا ہی جیسا کہ ارشاد ہی وان لیس للانسان الا ما سعیٰ اور لہا ما کسبت وعلیہا ما اکتسبت اور فمن عمل صالحا فلنفسہ ومن اساء فعلیہا بدین وجہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ ان حدود کا کچھ لحاظ نہین کرتا اور اُن کو بھلاندکر اُن افعال کا مرتکب ہوتا ہے جو سراسر خطرناک ہین اور اُن سے وہ مورد عتاب خداوندی ہوتا ہی اور اُسی کی پاداش مین ارضی و سماوی بلائین نازل ہوتی ہین اور پھر آیندہ زندگی مین عقوبت کیے جانے سے ڈرایا جاتا ہے لیکن ساتھی اسکے پھر وہ غافل ہستی جب خواب غفلت سے چونکتی ہی اور اپنی سرکشی اور خطاؤن کا خیال کرتی ہی اور پھر مصمم ارادہ کرلیتی ہی کہ آیندہ ان حدود سے متجاوز نہونگا تو اوس ٹرنی بردست عالم کے دریاے رحمت کو جوش آتا ہی جس نے ان حدود سے افعال و حرکات انسانی کو محدود کردیا تھا اور وہ اس غافل ہستی کی گذشتہ لغزشون کو نظرانداز فرما دیتا ہی چنانچہ ارشاد ہے واذا سألک عبادی عنی فانی قریب اجیب دعوۃ الداع اذا دعان فلیستجیبوا لی ولیومنوا بی لعلہم یرشدون یعنی جب میرا بھولا ہوا بندہ مجھکو یاد کرتا ہی تو مین اُسکے

قریب ہون اور مین جواب دیتا ہون اسپنے بندی کو جب مجھکو پکارتا ہی پس توبہ کے بعد جو سرور اور اطمینان قلب کو حاصل ہوتا ہی وہ حقیقۃً الٰہی آواز ہی اور اسیکو الٰہی وصال اور الٰہی قرب بھی کہتے ہین جو عارفین کے بڑی بھاری تسلی کا موجب ہی اسی مقام سے معلوم ہوتا ہی کہ خدا اور انسان مین بعد المشرقین نہین ہی بلکہ وہ بالکل قریب ہی اور اسی سچی فلاسفی کی وضاحت اس آیت سے کی گئی ہے نحن اقرب الیہ من حبل الورید ایسا ہی دیگر کتب الہامی سے بھی ثابت ہوتا ہی کہ جس طرح انسان کی ظاہری کثافت اور میلا پن پانی سے دور ہو جاتا ہی اسی طرح پانی ہی سے روح کی کثافت بھی دور ہوتی ہی اور اس آب طہور کے چشمہ بھی دو آنکھین ہین چنانچہ کتاب امثال ۲۸ باب ۱۳ مین ہی وہ جو گناہون کو چھپاتا ہی کامیاب نہو گا پر وہ جو گناہون کا اقرار کرتا ہی اور اُسے چھوڑ دیتا ہی اسی پر رحمت ہو گی اور ایسا ہی احبار ۲۶ باب ۴۰ استثنا ۳۰ باب ۱ مین ہے اور بائبل مین کئی جگہ صاف لکھا ہی کہ بس خدا کے آگے اقرار کرنے کی دیر ہی معاف کرنے مین دیر نہین ہی لہٰذا ہم تمام آدمیون کو چاہیے کہ بارگاہ مستجاب الدعوات مین سربسجدہ ہون اور باہ وزاری اپنے معاصی کا اقرار کرین اور عفو تقصیر چاہین خصوصاً زناکاری سے آیندہ بچنے کا قطعی ارادہ کرلین اور پھر بھول کر بھی اس طرف خیال نہ لاوین کیونکہ یہ ثابت ہوچکا ہی کہ آجکل کے طاعون کا اصلی سبب زنا ہی یا یون کہو کہ نافرمانی احکام خدا بہرحال جب سبب جاتا رہیگا تو مسبب بھی مفقود ہو جاویگا۔ بس یہی ہی اصلی علاج جو تمام امراض جسمانی و روحانی کو دفع کرتا ہے اور کرسکتا ہے۔

اور واضح رہے کہ ان حضرات متصوفین نے امراض کے دفعیہ مین ایک صورت اور اختیار کی ہے یعنی بعض دعائین بعض امراض کے لیے مقرر کیے ہین جن کے باقاعدہ عمل کرنے سے فائدہ اتم حاصل ہوتا ہی اور وہ بھی توبہ سے نوعی مناسبت رکھتے ہین کیونکہ اُن مین بھی اپنی عاجزی اور رب العزت کی قادری کا خاکہ کھنچتا ہے لیکن یہ معلوم رہی کہ دعا سے چند عربی فقرات کا بے سوچے سمجھے کہدینا مراد نہین ہے بلکہ اُس دعا سے مراد ہی جسکی شان مین رسول اللہ کا

ارشاد ہی الدعاء مخ العبادہ یعنی دعا عبادت کا مغز اور خلاصہ ہی اور ایک روحانی تضرع ہی لیس ہماری مراد دعا سے دل کی وہ آواز ہی جو انسان کے نادم ہونے پر اُسکے قلب سے نکلتی ہی مگر چونکہ اعمال کا قلب کو موثر کرنا جہرًا مفید تر ثابت ہوا ہی اس لیے لفظی دعائیں مقرر کی گئی ہین اور اُنکے معانی کا خیال رکھنا شرط گردانا ہی مین اُن دعاؤن سے بعض کو یہان نقل کرتا ہون

ادعیۂ طاعونی جو نہایت مجرب اور مفید ہین

اول - سبحان اللہ بکثرت پڑھنا چاہیے اور درود بے شمار ورد زبان کرنا چاہیے -

دیگر - الحمد للہ الذی عافانی مما ابتلاک بہ وفضلنی علی کثیر ممن خلق تفضیلا اسکو ایام وبا مین اکثر پڑھتے رہنا نہایت درجہ مفید ہی -

دیگر - سورہ یٰسین کو اکتالیس مرتبہ اور سورۃ الغاشیہ اکتالیس بار اور اول و آخر درود شریف بحساب طاق پڑھکر پانی اور پاک ہنڈول پر دم کرنا چاہیے پانی اہل اسلام اور مٹی غیر مذہب استعمال کرین فائدہ اتم حاصل ہو نہایت مجرب ہی -

دیگر - وھذا من فضل ربی یا قدیم الاحسان علینا احسانک اسکو لکھکر گلے مین باندھنا چاہیے -

دیگر - لقد جاءکم رسول من انفسکم الی اخرہ لکھکر گلے مین پہننے مجرب ہی -

دیگر - لا الہ الا اللہ امان من الطعن محمد رسول اللہ حصن فی الطاعون سیکی عبد الوہاب الشعرانی سیکی شمس الدین الحنفی سیکی سراج الدین البلقینی حیٌ صمدی باقی ولہ کنف واقی سبحان الملک الخلاق اسکو لکھکر اپنے مکان کے صدر دروازہ پر لٹکا دینا چاہیے اور سات سات مرتبہ اول آخر درود بحساب طاق پڑھکر اپنے اور کل گھر پر دم کرنے سے اللہ وبا ر طاعون سے محفوظ رکھیگا -

دیگر - تحصنت بالعزۃ والجبروت واعتصمت برب الملکوت وتوکلت علی الحی الذی لا یموت اصرف عنا ھذ الوباء انک علی کل شیٔ قدیر پڑھے اسکو تین مرتبہ صبح وشام درمیان درود بحساب طاق پڑھکر دم کرلیوے -

دیگر عسی اللہ ان یکف باس الذین کفروا واللہ اشد باسًا واشد تنکیلا قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الی جہنم وبئس المہاد وکاین من اٰیۃ فی السموات والارض یمرون علیہا وہم عنہا معرضون اسکو لکھکر اپنے مکان کے صدر دروازے پر چسپان کرے اسکی برکت سے انشاء اللہ شر جنہ وطاعون اوس مکان مین ہرگز دخل نہ کریگا۔

دیگر لی خمسۃ اطفی بہا حر الوباء الحاطمہ	المصطفیٰ والمرتضیٰ وابناہما والفاطمہ
یا لطیفا لم یزل لطف بنا فیما نزل	انت القوی نجنا من قہرک یوم الخلل

اسکو بھی لکھکر صدر دروازہ پر چسپان کرے دعا مجرب ہی۔

دیگر یا لطیف لم یزل لطف بنا فیما نزل انک لطیف لم تزل حی صمد باقی ولہ کنف واقی دخلنا فی کنف اللہ واستجرنا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہم انا نجعلک فی نحورہم ونعوذبک من شرورہم یا مالک یوم الدین ایاک نعبد وایاک نستعین اللہ لی عند کل شدۃ حسبی اللہ وحدہ الیس اللہ بکاف عبدہ وصلی اللہ علی سیدنا محمد واٰلہ ویحفظنا من الطعن والطاعون بجاہ یا ایہا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ ہم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیہم فکف ایدیہم عنکم واتقوا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ۞ اس دعا کو لکھکر اور اِس آیت کو پانچ مرتبہ لکھکر دروازہ پر چسپان کرے انشاء اللہ ہر بلا سے محفوظ رہیگا آزمودہ ہی۔

دیگر اللہم یا والی الولاء یا سامع الدعاء یا کاشف الضر والبلاء اصرف عنی القہر والمرض والوباء والطاعون والقحط والسقم والفجاء بحق سیدنا محمد ن المصطفیٰ وعلی المرتضیٰ وفاطمۃ الزہراء وحسن المجتبیٰ وحسین شہید دشت کربلا یا ربنا یا ربنا یا ربناہ۔

اسکو لکھکر دروازہ پر چسپان کردینا چاہیے اور سودرمیان درود بحساب صبح وشام بطور وظیفہ ورد رکھنا چاہیے نہایت مجرب ہی۔

دیگر بسم اللہ الرحمن الرحیم اللھم انی اسئلک باسمائک یا مومن یا مھیمن
یا عزیز یا جبار خلصا من الوباء یا اللہ الامان یا خالق یا رزاق یا دائم
خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا ذا النعمۃ السابغۃ یا ذا الکرامۃ الظاھرۃ
یا ذا الحجۃ البالغۃ خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا جبار یا غفار یا ستار
خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا قائما لا یزول یا عالما لا ینسی یا باقیا
لا یفنی خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا حی لا یموت یا صمد لا یطعم
یا ارحم من کل رحیم یا اکرم من کل کریم یا اعلم من کل علیم
یا اعظم من کل عظیم یا احکم من کل حکیم یا اقدم من کل قدیم
خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا من ھو فی سلطانہ قوی یا من ھو فی
ذاتہ قدیم یا من ھو فی علمہ محیط یا من ھو فی عزۃ لطیف یا من ھو
فی لطفہ شریف یا من ھو فی ملکہ غنی خلصنا من الوباء یا اللہ الامان
یا من ھو منہ یرھب العاصون یا من ھو علیہ یتوکل المتوکلون یا من ھو الیہ
یرغب الزاھدون یا من ھو الیہ ملجاء الملجیؤن المضطرون یا من ھو الیہ
یفزع المذنبون خلصنا من الوباء یا اللہ الامان واسئلک باسمائک
یا عالم یا قائم یا حاکم یا قاسم یا عفو یا غفور یا شکور یا ودود یا رؤف
یا قدوس یا قیوم یا منیع یا سمیع یا بصیر یا سریع یا رفیع یا مرتفع
یا بدیع یا شفیع یا حافظ یا باسط یا مغیث یا مقسط یا ممیت یا محیی خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا خالق النور
یا نور قبل کل نور یا نور مع کل نور خلصنا من الوباء یا اللہ الامان یا من ھو قولہ فصل یا من ھو
ذکرہ حق یا من ھو انسہ لذیذ یا من ھو ملکہ قدیم یا من ھو فعلہ لطیف یا من ھو عطاؤہ
شریف یا من ھو امرہ حکم یا من ھو عذابہ عدل خلصنا من الوباء
یا اللہ الامان یا من ھو فی الاموات قدرتہ یا من ھو فی القبور قضاءہ

يامن هو فى القيمة حكمه يامن هو فى الموقف هيبة يامن هو فى العقوبة عدله يامن هو فى النار عذابه يامن هو فى الجنة رحمته خلصنا من الوباء يا الله لا امان اللهم انى اسئلك يا اول الاولين يا اخر الاخرين يا ارحم الراحمين ان تصلى على سيدنا محمد وعلى ال سيدنا محمد يامن هو انت الذى نجيت ابراهيم من النار وجعلتها عليه بردا وسلاما يامن هو انت الذى كشفت الضر عن ايوب ووهبت له اهله ومثلهم معهم رحمة من عندك وذكرى للعلمين يامن هو انت الذى نجيت يونس من بطن الحوت اذ نادى فى الظلمات ان لا اله الا انت سبحنك انى كنت من الظالمين فاستجبت له ونجيته من الغم وكذلك ننجى المومنين يامن هو انت الذى سمعت نداء ذكريا ووهبت له فى الكبر غلاما زكيا يامن هو انت الذى مننت على موسى وهارون ونجيتهما وقومهما من الكرب العظيم يامن هو انت الذى اخرجت يوسف من الجب والسجن يامن هو انت الذى رددت على يعقوب بصره بعد ان ابيض يامن هو انت الذى تنجينا من شر الوباء وافات الدنيا وتجيرنا من عذاب القبر وتنقذنا من اهوال القيمة وتسلمنا من عذاب النيران وتدخلنا الجنة اللهم انت القادر وانا المقدور وانت المالك وانا المملوك وانت القوى وانا الضعيف وانت الغنى وانا الفقير وانت الغفور وانا الخاطى وانت حى لا يموت وانا العبد الذى اموت اجرنا من البلاء بعفوك وادخلنا الجنة برحمتك وارزقنى النظر الى وجهك الكريم فى الاخرة بكرمك واصرف عنا الوباء والطعن والطاعون فى الدنيا بفضلك من ابائنا وامهاتنا واولادنا وازواجنا وذريتنا خاصة ولجميع المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات عامة انك على كل شئ قدير وبالاجابة جدير برحمتك يا ارحم الراحمين وصلى الله على سيدنا محمد وعلى اله واصحابه اجمعين

الطیبین استغیثوا العاجز مضطر شمر وا ذیلکم الی مدد دے ٹہ
اسکو پڑھکر اور بکری پر دم کرکے اسکا شوربا یا گوشت کھائے اللہ تعالیٰ کے فضل
وکرم سے تمام بلیات آسمانی مثل وبا وطاعون و قحط وبلیات آخرزمان سے محفوظ رہیگا
بارہا کا آزمودہ اور مجرب ہی اور اگر اسکو پڑھکر دم کرلیا کرے تو بھی مفید ہی۔

دیگر۔ اللھم انی اسألك بعد دخلقك بعزة عرشك برضاء نفسك بنور وجهك بمبلغ
علمك بغاية قدرتك ببسط قدرتك بحق حقيقة شركك بمنتهى رحمتك بادراك
مشيئتك بكلمة ذاتك بكل صفاتك بتمام وصفك بنهاية اسمائك بمكنون سرك
بجميل سترك بجزيل سرك بكمال سرك بفيض جودك بشديد غضبك بسابق
رحمتك باعداد كلماتك بنهاية بلوغك بتفريد فردانيتك بتوحيد
وحدانيتك ببقاء بقائك بسرمديتك اوقاتك بعزة ربوبيتك بعظمة
كبريائك بجاهك بجلالك بكمالك بانعامك بسيادتك بمكنونيتك بجبلرتك
بمننانيتك بلطفك بعطفك ببرك باحسانك بحقك وبحق حقك ان تجعل لنا
فرجا ومخرجا وشفاء من الهموم والغموم والوباء والبلاء والعناء وجميع الآفات والعاهات
فی الدنیا والآخرة بحق کھیعص وبحق طه ویٰس وص وبحق حم عسق
وبحق انا فتحنا لك فتحا مبينا برحمتك يا ارحم الراحمين سلام قولا من رب رحيم
اللهم اصرف عنا الوباء والطاعون وجميع البلاء والبلواء الخارج من
الارض والنازل من السماء يا الله الامان حم حم حم حم حم حم حم
اسکو لکھکر صدر دروازہ پر چسپان کرنا چاہیے۔ مجرب ہی۔

طاعون کی تاریخ

یہ بتانا بہت مشکل ہی کہ طاعون کب سے شروع ہوا ہی ہان یہ ممکن ہی کہ یہ معلوم ہوسکے کہ طاعون کے وجود کا پتہ
کب اور کس صدی سے چلتا ہی اسی بنا پر ایک فہرست مختلف زمانون مین اس مرض کی ظاہر ہونے کی درج کی جاتی ہے

سنہ یا صدی جنمین طاعون واقع ہوا	کیفیت
قبل سنہ دو صدی عیسوی	مقام اسکندریہ طاعون کا جولان گاہ رہا۔
پچاس سال قبل سنہ عیسوی	پھر اس وبا نے اسکندریہ مین ظہور کیا۔
پہلی صدی عیسوی و دوسری تیسری اور چوتھی صدی عیسوی مین	مصر کے اکثر بلاد مین اسکا زور رہا اور چوتھی صدی مین یہ وبا ہندوستان کے حصۂ ملک میواڑ مین نمودار ہوئی اور مہری راجپوتون کی خاندان کا بالکل خاتمہ کردیا
پانچوین صدی عیسوی	عرب و افریقہ مین اس وبا نے ظہور کیا۔
سنہ ۵۴۲ ع	یورپ مین اس طاعون نے بڑی سفاکیان کین خصوصاً قسطنطنیہ مین ۱۰ ہزار یومیہ کی فوتی ہوتی تھی
سنہ ۶ ہجری نبوی	شہر مدائن مین طاعون نمودار رہا۔
سنہ ۱۸ ہجری نبوی	عہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفۂ دوم مین طاعون عمواس واقع ہوا جس سے صرف اسلامی فوجی سپاہ پچیس ۲۵ یا تیس ۳۰ ہزار کام آئے اور روایت ہی کہ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے اسی سال چند مسلمانون کو شراب پیتے دیکھا اور دربار خلافت مین اسکی رپوٹ کردی امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کوئی حادثۂ عظیم ہونے والا ہی پس طاعون نمودار ہوا منجملہ مشاہیر صحابہ کے اس مرتبہ ابو عبیدہ بن الجراح معاذ بن جبل شرجیل بن حسنہ فضل ابن عباس ابو مالک اشعری یزید بن سفیان حارث بن ہشام ابو جندل سہیل بن عمر الدوسی جیسے نامور اور برگزیدہ حضرات شہید ہوے شعراء عرب نے اس طاعون سے بڑی بڑی نوحہ لکھے ہین۔
سنہ ۵۳ ہجری نبوی	شام مین طاعون نمودار ہوا اور زیاد ابن سفیان اسی عارضہ سے شہید ہوے ہکذا فی مراۃ الجنان۔
سنہ ۶۹ ہجری	طاعون جارف بصرہ مین واقع ہوا اور لفظ جارف سی اسلیے موسوم ہوا کہ جارف کے معنی کھودنے کے ہین چونکہ اسنے نسل انسانی کو ایسا تباہ و برباد کیا جیسا کہ پانی کا تیز دھارا نرم مٹی کو کاٹتا ہی اسکے سنہ وقوع مین اختلاف ہے لیکن یہ سنہ مورخ ذہبی کے قول کے مطابق لکھا گیا۔

	سنہ ہا صدہی جسمین طاعون واقع ہوا کیفیت
	ابن جریرنے واقدی سے روایت کی ہی کہ اس طاعون مین اولاد انس بن مالک سے ۸۳ آدمی ضائع ہوے اور اولاد ابوبکر سے چالیس ابن کثیر نے مدت بقا اس طاعون کی چار یوم بتلائی ہی باشندگان بصرہ سے پہلے روز ستر ہزار دوسرے روز اکہتر ہزار تیسرے روز تہتر ہزار کام آئے اور چوتھے روز وہ کم تھے جو زندہ بچے حتی کہ امیر بصرہ بھی اسی روز مرے اور کوئی نعش اُٹھانے والا نہ تھا اور قبیلۂ بنی عجل مین اسقدر اموات واقع ہوئین کہ صرف ایک لڑکی باقی رہگئی حالانکہ وہ ہزارون تھے باقی سب فنا ہوگئے وہ لڑکی مخبوط الحواس ہو کر جنگلون مین رہتی تھی اور وحشی جانورون کی آواز پر اپنی اِن مصنفہ ابیات سے اُن کو مخاطب کرتی تھی
	الا یا ایہا الذئب المنادی بسحرۃ ٭ ہلم انبئک الذی قد بدا لیا بدا لی انی قد تیمیت وانني ٭ بقیۃ قوم ادرثونی لما بکیا ولا ضیر انی سوف اتبع من مضی ٭ ویبغی من بعد من کان تالیا
	ترجمہ اے جنگل مین صبح کو ڈہکنے والے بھیڑیو آؤ مین تم کو اس حال سے مطلع کرون جو مجھپر ظاہر ہوا ہے ظاہر ہوا مجھپر کہ مین دُکھیا یتیم ہوگئی اور مین ہی اپنی قوم کی نشانی اور رونے کی وارث ہون لیکن کچھ پرواہ نہین ہے کہ مین بھی عنقریب اُنکی متابعت کرونگی اور پھر وہ جو مجھپر میرے بعد افسوس کرنے والے ہونگے۔
سنہ ۶ ہجری نبوی	اس سنہ مین مصر مین طاعون نے شدت پکڑی۔

سنہ یا صدی جسمین طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۸۷ ہجری نبوی	طاعون بصرہ مین نمودار ہوا اور اس طاعون کو طاعون فتیات کہتے ہین کیونکہ اس طاعون مین جوان عورت اور مرد بہت ضایع ہوے ابن ابی الدنیا اعتبار مین ام جعفر تکراوی سے روایت کرتے ہین کہ مین بھی اُس طاعون سے بھاگے چلے آتے تھے اور مقام سنام مین ٹھہرے ہوے تھے کہ ناگاہ ایک عرب مع اپنے دس لڑکون کے طاعون سے بھاگا ہوا آیا اور میرے قریب رابیہ مقام پر ٹھہرا دو چار یوم بعد اُسکے سب لڑکے یکے بعد دیگرے طاعون سے فوت ہوگئے ور وہ تنہا رہگیا حالت بیتابی مین قبرستان پر جاتا اور یہ اشعار پڑھتا تھا ؎ اقول اذا ذکرت العهد منهم ✤ برابية جها وبرق سناما فلما ار مثلهم هلكوا جميعا ✤ ولم ار مثل هذا العام عاما جو مین اُس زمانہ کو یاد کرتا ہون جبکہ مین رابیہ مقام پر آیا تھا جو سنام کے قریب ہے تو حیرت ہوتی ہی مین نے یکبارگی ایسا مرجانا نہین دیکھا اور نہ ایسا خراب سال
سنہ ۸۶ ع	طاعون اشراف شہر واسط مین واقع ہوا اور یہ وہ زمانہ ہے
	جبکہ حجاج بن یوسف بھی وہین تھا آزاد طبع لوگ کہتے تھے کہ جس شہر مین حجاج ہو وہان طاعون کی کیا ضرورت ہے اور اسکو اشراف اسلیے کہتے ہین کہ شریف اِس طاعون مین بہت ضائع ہوئے۔
سنہ ۱۳۱ ہجری	طاعون بصرہ مین واقع ہوا اس طاعون مین اسحاق بن خرید العدوی فرقد بن یعقوب السبخی اور ایوب سختیانی کام آئے اس طاعون سے اموات کی کیفیت یہ تھی کہ مربد کی سڑک پر ہر روز کم و بیش ہزار جنازے گذر جاتے تھے۔

سنہ یا صدی جس میں طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۱۳۱ ہجری	شہر رَے مین طاعون نے شدت پکڑی۔
سنہ ۱۴۶ھ اور سنہ ۲۲۱ھ	ان دونون سنون مین طاعون نے بصرہ مین بڑی دست درازیان کین انھین دونون طاعون کے درمیان حضرت امام شافعی پیدا ہوے اور آپ کا وصال بھی ہوگیا پس آپ کے زمانۂ حیات مین طاعون نہین واقع ہوا۔
سنہ ۲۴۰ ہجری	ممالک عراق مین طاعون کا زور رہا۔
سنہ ۲۸۹ ہجری	اس سنہ مین آذربائجان اور بردعہ اسکا شکار گاہ تھا۔
سنہ ۲۹۹ ہجری	فارس مین اسکی سختی ہوئی۔
سنہ ۳۰۱ ہجری	بغداد مین طاعون کا زور ہوا۔
سنہ ۳۲۴ ہجری	اصفہان کا اسنے صفایا کر دیا۔
سنہ ۳۴۶ ہجری	عراق مین مرگ مفاجات نے زور پکڑا صاحب حج الکرامہ لکھتے ہین کہ اس حادثہ مین ایسی عجلت سے اموات ہوتی تھین جس سے قلب مرعوب ہو رہے تھے حتی کہ بعض لوگ ایسے پائے گئے کہ انھون نے جوتا پہننا چاہا اور ایک پیر مین پہن چکے کہ دفعتًہ مر گئے۔
سنہ ۴۰۶ ہجری	بصرہ مین طاعون نمودار ہوا۔
سنہ ۴۲۲ ہجری	بلاد ہندوستان اور عجم اور مقام جبل اسکی جولانگاہ رہی بلکہ یہ اسی سال بغداد تک پہونچا۔
سنہ ۴۲۵ ہجری	شیراز مین طاعون نمودار ہوا اور بصرہ اور بغداد تک پہونچا۔
سنہ ۴۳۹ ہجری	موصل اور جزیرہ اور بغداد مین طاعون واقع ہوا۔
سنہ ۴۴۸ ہجری	مصر وشام بغداد مین طاعون واقع ہوا۔
سنہ ۴۴۹ ہجری	عجم مین طاعون واقع ہوا۔
سنہ ۴۵۵ ہجری	مصر مین طاعون واقع ہوا اور دس ماہ رہا۔

سنہ یا صدی جسمین طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۴۶۹ ہجری	دمشق مین طاعون واقع ہوا اور پانچ لاکھ باشندون سے صرف ساڑھے تین ہزار آدمی باقی بچے۔
سنہ ۴۷۸ ہجری	عراق مین طاعون واقع ہوا۔
سنہ ۵۰۰ ہجری	حجاز اور یمن مین اسنے زور پکڑا۔
سنہ ۷۴۹ ہجری	ایسا طاعون واقع ہو جسکی نظیر اسوقت تک نہین ملی یہ طاعون شرقاً غرباً پھیل گیا حتی کہ مکہ معظمہ بھی اس سے محفوظ نہ رہ سکا اور حیوانات بھی اس سے کام آئے ابن ابی حجلہ کہتے ہین کہ نصف عالم اس طاعون کے نذر ہوا۔
سنہ ۷۶۴ ہجری	دمشق اور قاہرہ مین طاعون پھوٹا۔
سنہ ۷۷۱ ہجری	دمشق مین طاعون کا زور ہوا۔
سنہ ۷۸۱ ہجری	قاہرہ مین طاعون سے بہت آدمی ضائع ہوے۔
سنہ ۹۶۹ ہجری	قاہرہ مین طاعون نے گھر گھر صفائی کردی۔
سنہ ۱۳۴۱ع	ایسا سخت طاعون نمودار ہوا جسکی حد و پایان نہین یہ طاعون ایک بہت بڑی قحط سالی اور مردم خوری اور ایک نہایت خونریزی کے بعد واقع ہوا اس وبا سے صرف چین مین دو کروڑ آدمی مرے اور اس وبا نے اُس سال تمام یورپ ہندوستان عرب و ایشیا کے اکثر حصون پر قبضہ کرلیا تھا۔
سنہ ۱۳۴۷ع	مارسیلز مین طاعون کا زور رہا۔
سنہ ۱۳۴۸ع	اس بلا نے اسپین اور شمالی اٹلی اور شرقی جرمنی و فرانس کے اُس حصہ مین جسمین پیرس داخل ہی خوب صفائی کی اور اسی سال اس بلا سے ۹۶ ہزار آدمی فلارنس مین اور پچاس ہزار جنیوا مین اور اس سے کچھ زیادہ نیپلس مین کام آئے۔

سنہ یا صدی جسمین طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۱۳۴۹ء	ٹدلینڈ مین طاعون کا زور ہوا۔
سنہ ۱۳۶۱ء اور سنہ ۱۳۶۷ء	ان دونون سنون مین بعہد حکومت ایڈورڈ سوم طاعون نے بہت ترقی کی حتی کہ آئرلینڈ اور اسکاٹلینڈ مین اسکی آمد کا غل مچ گیا۔
سنہ ۱۴۰۰ء	اٹلی اور جرمن انگلستان اسپین مین لاکھون گھرون کو بے چراغ کر دیا
سنہ ۱۴۳۸	جرمن مین اسکا بڑا زور رہا۔
سنہ ۱۴۴۷	ڈینمارک مین بڑا زور رہا۔
سنہ ۱۴۴۸ء سے سنہ ۱۴۵۰ء تک	شہر کرچھر واقع اٹلی اور جرمن اور فرانس اسکے دست ظلم سے واویلا مچاتے رہے۔
سنہ ۱۴۶۶ء	خاص پیرس مین اسنے ترقی پکڑی اور چالیس ہزار آدمی کام آئے۔
سنہ ۱۴۷۷ء سے سنہ ۱۴۸۵ء تک	شمالی اٹلی مین اسکا زور رہا۔
سنہ ۱۴۹۹ء سے سنہ ۱۵۰۰ء تک	شہر لندن اسکا جولانگاہ رہا اور اسی صدی مین بعہد حکومت شیر شاہ ہندوستان مین اسکا زور ہوا۔
سنہ ۱۵۰۳ء	چین مین اسکا زور رہا۔
سنہ ۱۵۲۷	فلارنس مین چارسو یومیہ کی فوتی ہوتی تھی۔
سنہ ۱۵۷۰ء	ماسکو مین دو لاکھ آدمی کام آئے۔
سنہ ۱۵۷۵	لائیمن ایڈنبرا ینو کیسلی مین طاعون کا زور رہا۔
سنہ ۱۵۷۶	وینیس مین طاعون نے شدت پکڑی۔
سنہ ۱۵۸۰	مرسیلیا اور برطانیہ کلان مین لاکھون آدمی اسکے نذر ہو گئے۔
سنہ ۱۵۹۹ء	ہندوستان مین لاہور دہلی اور دیگر مقامات اسکے شکارگاہ تھے۔

سنہ یا صدی جسمین طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۱۶۰۲ء	تزک جہانگیری سے معلوم ہوتا ہی کہ بعہد شاہ جہانگیر ہندوستان کے مختلف حصون مین اسکا دور تھا۔
سنہ ۱۶۰۳ء	لنڈن مین اڑتیس ہزار آدمی طاعون سے کام آئے اور مصر مین دس لاکھ آدمی پلیگ کے نذر ہوے۔
سنہ ۱۶۰۵ء	لنڈن مین طاعون کا زور تھا۔
سنہ ۱۶۲[illegible]ء	لمن مین طاعون کا زور تھا۔
سنہ ۱۶۳[illegible]ء	ڈربے شائر مین طاعون نے شدت پکڑی۔
سنہ ۱۶۳۵ء سے سنہ ۱۶۳۶ء تک	ہل ہالینڈ نائی می گوئن مین وبا پھیلی رہی۔
سنہ ۱۶۳۶ء	نیوکیسل کے بیس ہزار آدمیون سے سات ہزار آدمی مرے۔
سنہ ۱۶۴۴ء	شمالی یورپ مین طاعون کا زور رہا۔
سنہ ۱۶۴۵ء	لنڈن مین طاعون سے ۳۵۱۴۷ آدمی مرے۔
سنہ ۱۶۴۷ء	اسکا حملہ پھر انگلستان پر ہوا۔
سنہ ۱۶۵۰ء	آئرلینڈ مین اسنے شدت پکڑی۔
سنہ ۱۶۵۶ء	نیپل مین طاعون واقع ہوا اور پانچ ماہ کے اندر تین لاکھ آدمی مرگئے اور روم مین چودہ ہزار آدمی کام آئے جنیوا مین ساٹھ ہزار آدمی مرے مائی نارکا مین بھی بڑا زور ہوگیا اسپین جرمن ہالینڈ مین لاکھون کی نوبت آگئی۔
سنہ ۱۶۶۴ء	ہیمبرگ مین اسکا نہایت زور ہوا اور لنڈن پر پھر بلا نازل ہوئی۔
سنہ ۱۶۶۵ء	بعہد چارلس دوم اسکا بڑا زور ہوا۔
سنہ ۱۶۷۵ء سے سنہ ۱۶۸۵ء تک	ٹرکی پالینڈ ہنگری آسٹریا اور جرمن مین ایک نئی وبا کا زور رہا۔

سنہ یا مدتیں جسمیں طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۱۶۷۵ء	مالٹا مین طاعون نے شدت پکڑی۔
سنہ ۱۶۷۹ء	دنیا کے چھتر ہزار باشندے طاعون کے نذر ہوئے۔
سنہ ۱۶۸۱ء	پریگو اور میگڈی برگ اور ہالی مین ہزار ونکا وارانیار طاعون ہوا۔
سنہ ۱۶۸۳ء	اٹلی مین کم و بیش طاعون کا وجود تھا۔
سنہ ۱۶۹۹ء	فرانس جرمنی ہسپانیہ اٹلی مین طاعون تھا۔
سنہ ۱۷۰۱ء	قسطنطنیہ اور ہندوستان مین طاعون کا زور تھا یہ وہ وقت ہی جبکہ اورنگ زیب اور مرہٹون مین لڑائی ہورہی تھی۔
سنہ ۱۷۰۳ء	پرشیا لتھونیا موشیسوب سکنڈی نیویا ٹرسائیریا آکرین مین طاعون کا زور ہوا۔
سنہ ۱۷۰۸	ہالینڈ مین بالکل طاعون سے تباہی آگئی۔
سنہ ۱۷۱۰ء	کاپن ہیگن مین یہ بلا نازل ہوئی اسٹاک ہال مین چالیس ہزار آدمی فوت ہوگئے
سنہ ۱۷۱۳ء	آسٹریا اور بوہیمیا مین طاعون نمودار ہوا۔
سنہ ۱۷۱۷ء	قسطنطنیہ کو اس وبا نے تباہ کردیا۔
سنہ ۱۷۲۰	اُن دو جہازون کے ذریعہ سے جو بیروت سے مرسیلز کو جاتی تھی مرسیلیا مین طاعون ہوگیا
سنہ ۱۷۲۱ء	ٹوکن اس ملعون کی نیا دیتون سے بالکل تباہ ہوگیا۔
سنہ ۱۷۴۳ء	یورپین ٹرکی ماسکو ٹرنسل دنیا مین طاعون بشدت رہا۔
سنہ ۱۷۴۵	آکرین ہنگری مین رہ باد طاعون کا بڑا زور رہا۔
سنہ ۱۷۵۵ء سے سنہ ۱۷۵۷ء تک	یورپین ٹرکی اسکا جولانگاہ رہا۔
سنہ ۱۷۷۰ء	مالدیویا مین طاعون کا ظہور ہوا اور اسی سال روس کو حکمین نمودار ہوا اور شہر کیف کو بالکل ویران کردیا۔
سنہ ۱۷۸۵ء	ٹرنسل دنیا مالونیکا لیونیا لتھونیا مین طاعون کا دور دورہ رہا۔
سنہ ۱۷۹۱ء سے سنہ ۱۸۰۰ء تک	شام اور مصر مین موت کا بازار گرم رہا۔

سنہ یا سنین جس مین طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنہ ۱۸۰۱ع	بغداد کو اسنے تباہ کر دیا۔
سنہ ۱۸۰۰ع سے سنہ ۱۸۰۲ع تک	قسطنطنیہ اور آرمینا مین وبار طاعون کی شدت رہی۔
سنہ ۱۸۰۸ع	قسطنطنیہ مین طاعون منودار رہوا۔
سنہ ۱۸۰۹ع	سمرنا مین اسکی زیادتی ہوئی۔
سنہ ۱۸۱۲ع	مصر بھی اس بلاء مین مبتلا ہوگیا۔
سنہ ۱۸۱۳ع	نجاریست مین وبا کا ظہور ہوا اور اُسی زمانہ مین بوستیا مین اسنے صورت دکھائی۔
سنہ ۱۸۱۵ع	ڈالمیشا مین وباء ظاہر ہوئی اور اس سن مین یورپ مصر بوسیتا مالٹا کرفو مین طاعون کا زور رہوا۔
سنہ ۱۸۲۳ع سے سنہ ۱۸۲۵ع تک	چچکوف مین طاعون کی شکایت رہی۔
سنہ ۱۸۲۸ع سے سنہ ۱۸۲۹ع تک	اُس روسی فوج کے ذریعہ سے جو ترکون کے مقابل گئی تھی اوڈیسا اور کریمیا مین وبا کا ظہور ہوا۔
سنہ ۱۸۳۱ع	رومیلیا اور قسطنطنیہ مین طاعون موجود تھا۔
سنہ ۱۸۳۴ع	قاہرہ مین طاعون نمودار ہوا اور پھر اُسکو اُسنے تباہ کر دیا اور اِس زمانہ مین مصر اور افریقہ مین بھی طاعون کی شکایت تھی اور ہندوستان کے حصۂ راجپوتانہ مین بھی طاعون تھا۔
سنہ ۱۸۳۷ع	پھر رومیلیا اور اوڈیسا کے باشندۂ طاعون کے نذر ہوے
سنہ ۱۸۴۰ع	ڈالمیشاء مین خفیف طاعون رہا۔
سنہ ۱۸۴۱ع	قسطنطنیہ مین طاعون تھا اور اس سن مین مصر مین یہ بلا پھر ظاہر ہوئی۔
سنہ ۱۸۵۳ع	ملک عرب اور یمن مین اسکا زور رہوا۔

سنہ یا صدی جسمین طاعون واقع ہوا	کیفیت
سنه ۱۸۵۸ع	ضلع بارکا مین طاعون نمودار ہوا۔
سنه ۱۸۶۳ع	شہر ماکو واقع فارس اسکا شکار ہوا!
سنه ۱۸۶۶ع	عراق مین اسنے شدت پکڑی۔
سنه ۱۸۷۰ سے سنه ۱۸۷۱ع تک	مکری واقع کروستان مین طاعون وبا کا ظہور ہوا۔
سنه ۱۸۷۶ع	خراسان مین اسکا زور رہا اور اسی سال حدود فارس افغانستانمین وبا کا ظہور رہا۔
سنه ۱۸۷۸ع	کردستان مین وبا کا زور رہا۔
سنه ۱۸۷۸ع سے سنه ۱۸۷۹ع تک	ولگا کے کنارون پرا سنے بڑی دست درازیان کین اور عراق بغداد خراسان ایران مین لاکھون آدمی اس سے کام آئے۔
سنه ۱۸۹۲ع	مشرقی چین صوبہ نیان اور ہانگ کانگ کے بندر مین اس وبا کی بڑی ترقی رہی۔
سنه ۱۸۸۵ع	بنگازی واقع افریقہ پرشین کردستان شمالی فارس اطراف کاسپین گڈھوال نیپان فکائی وغیرہ مین طاعون کی شدت ہوئی۔
سنه ۱۸۹۶ع	یہ وہ بلاخیز زمانہ ہے جب طاعون ہندوستان کے بہت بڑے دولتمند شہر بمبئی سے نمودار ہوکر اقصاء ہندوستان مین منتشر ہوگیا اور کوئی ضلع بلکہ کوئی قصبہ ایسا نہین بچا جہان اسنے بڑی بےدردیون سے لاکھون بنی نوع انسان کا خون نہ بہایا ہو خدایا بطفیل حضور سرورعالم فخر بنی آدم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری خطاؤن سے درگذر اور اس بلا سے ہمین نجات دے آمین ثم آمین یا رب العالمین ۔

اپنے اخوان ملک و ملت سے ایک ضروری گذارش

ایہا الاخوان والخلان

تقریباً آٹھوان سال منقضی ہوتا ہی کہ ہم پر طاعون قہر خداوندی ہوکر نازل ہوا ہی اور ہماری بڑی بڑی آرزوؤن کو خاک مین ملا رہا ہی ہمارے سیکڑون مذہبی اور ملکی برادر اسکے خونخوار شمشیر کے نذر ہو گئے اور ہوتے جاتے ہین لاکھون کو اس نے لاولد کر، ورون کو یتیم ہزارون کو رانڈ بہتون کا گھر بے چراغ کر دیا کیسے کیسے نوجوان اور خوبصورت زورآور منچلے صاحب ہمت وجود سخا اسکی بیدردیون سے ہمیشہ کے لیے ہمسے چھٹ گئے اور ابتلک اس ملعون طاعون کی رفتار دریا کی موج کی طرح بڑھتی جاتی ہی لیکن یہ جو کچھ ہی ہمارے اپنے ہی کرتوتون کا نتیجہ ہی کیونکہ جن تدابیر سے اسکا سدراہ ممکن تھا افسوس کہ ہمنے اوسے اپنی حرکتون سے خود ہی کھو دیا بلکہ اُسکے ضائع کرنے مین اتنی کوشش اور جد وجہد کیا کہ ہمارے مشفق اور مہربان تیماردار نے مجبور آ ہمکو ہماری حالت پر چھوڑ دیا بس اُن تدابیر اور قوانین کا ہمارے سر سے اُٹھنا تھا جو کہ ہمارے رحم دل گورنمنٹ نے حفظ طاعون کے لیے اجراء فرمائے تھے کہ اُس شعلۂ آتشین نے جو دور سے اپنی خیرہ کرنیوالی چمک سے لوگون کو مخوف کر رہا تھا نکلکر ملک کے مختلف حصون مین آتش زنی شروع کردی اور بالآخر یہ آگ کل ملک مین لگ گئی اور ہر طرف سے طاعونی ظلم وتعدی کی صدا آنے لگی طاعونی مقام کی آمد و رفت قائم رکھنے اور مریض طاعون سے باقاعدہ احتیاط نہ کرنے اور نیز اُن قواعد حفظ صحت کو نظرانداز کرنے ہی سے جو گورنمنٹ کی طرف سے پاس کیے گئے تھے یہ قطعی نتیجہ ہوا کہ ہندوستان کے ہر مقام پر اسکا تسلط ہو گیا بوڑھون بچون کا تو کیا ذکر ہی لاکھون کرورون وہ نوجوان جنکے ساتھ ملک کی قسمت وابستہ تھی اور جو باغ ہندوستان کے نونہال پودھے تھے اس ظالم کے بے دردہاتھون دل مین تمنائین اور حسرتین لیے ہوے شہر خاموشان مین جا بسے اور وای قسمت کہ یہ سلسلہ روزافزون ترقی کے ساتھ قائم ہی بلکہ وہی سلسلہ زبان حال سے یون کہہ رہا ہی ؎ ابتدائے عشق ہی روتا ہی کیا آگے آگے دیکھیے ہوتا ہی کیا

ایھا الخلان

ب جبکہ آپ پر روز روشن کی طرح روشن ہوگیا کہ یہ نار ستیز بلاء ہماری اپنی ہی جہالت کی وجہ سے
نما فیومًا ترقی کرتی جاتی ہی تو فرمائیے کہ یہ جہالت کب تک رہیگی اور کب تک آپ خواب غفلت مین پڑے
وے خراٹے لیتے رہینگے چلنے والا ٹھوکر لگنے سے سنبھل کر چلتا ہی زیادہ کھاجانیوالا سوء ہضمی سے کم
ندا کھاتا ہی مسافر عین وقت پر نہ پہونچنے اور ٹرین کے چھوٹ جانے سے آیندہ احتیاط رکھتا ہے
یکن ایک آپ ہین کہ اتنے عظیم نقصانات برداشت کرنے پر اُسی طرح بادۂ جہالت سے
مخمور ہین اکثر عزیز اور آشنا دوست احباب خرس طاعون کے نذر ہوگئے اور ہوتے جاتے ہین
یکن آپ کے خیالات پر ان صدمات بے غایات نے کچھ تغیر نہین پیدا کیا بقول شخصے ؎

مٹے خاک مین پر جہالت وہی ہے | شرارت وہی ہے حماقت وہی ہے

ندا جہالت کا بُرا کرے جس نے تمکو حیوان لا یعقل بنا دیا ہی اور جسکی وجہ سے تم خود اپنی موت اور اپنے
ک وشہر کی پریشانی کے باعث ہوتے ہو تمہاری ان بے اعتدالیون ہی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس مرض بار
عون کی ترقی نے بیچارے ہندوستان کی ایک عظیم آبادی ہی کو نقصان نہین پہونچایا بلکہ
سکی تجارت اور دیگر ترقیات کو ایسا صدمۂ عظیم اُٹھانا پڑا اور پڑتا ہی جسکا بدل اگر محال نہین
مشکل ضرور ہے تمہاری حالت زبان حال سے یون پُکار پکار کر کہہ رہی ہے ؎

ٹا سر پہ اموات کی چھا رہی ہے | ہلاکت سمان اپنا دکھلا رہی ہے
الت پس وپیش منڈلا رہی ہے | تباہی بقوت یہ چلا رہی ہے
قانون صحت کو گر چھوڑتے تم | نہ مانند کتون کے دم توڑتے تم

ین اے میرے مُلکی بھائیو اب بھی کچھ نہین گیا ہے تم اس قہر ذخار کی انسداد مین
تا کچھ کر سکتے ہو بقول شاعر ؎

اِسکو بھولا نہ چاہیے کہنا | صبح جو جائے اور آئے شام

اس لیے ہر شخص کا بحیثیت ایک انسان ہونے کے فرض ہے کہ وہ ان قواعد و اصول کا لحاظ رکھے جو طاعون کے انسداد مین مفید ثابت ہوئے ہین اور جنکو ہمارے شفیق گورنمنٹ نے نہایت استوار اصول پر قائم فرمائے تھے اور نیز آپ کا فرض ہے کہ میرے اس ناچیز عرضداشت لادر رسالہ کو ملاحظہ فرما کر اُن ناپاک اور فاسد اعتقادات کو غوث خیال سے بھی نسیاً منسیاً فرمادیجیے جن پر توجہ کرنے سے ہمارے دامنون پر جہالت اور وحشی ہونے کا بدنما دھبا آلگا ہے اور اگر آپ کوئی با اثر شخص بھی ہین یعنی اگر آپ عالم یا صوفی یا پیر یا گرو یا وکیل یا بیرسٹر یا زمیندار یا حاکم یا پنڈت یا طبیب یا ڈاکٹر یا اڈیٹر یا لکچرر یا سوداگر یا صناع یا کوئی اور ہین تو ساتھ اسکے آپ پر یہ بھی فرض ہے کہ اُن جہال کے خیالات بدلنے مین کوشش فرمائی جو محض کندۂ ناتراش ہین اور جنکی ناعاقبت اندیشی کا یہ زہریلا نتیجہ ہے جسکا اثر نمایان ترقی کے ساتھ ہر گوشۂ ملک مین موجود ہے اور ممکن ہو کہ آپ کے افہام و تفہیم سے یہ ملک اور نیز نوع انسان کے حقیقی دشمن کچھ خدا کا خوف کرین اور ایسے مفید ترین اصول سے چشم پوشی نکرین کیونکہ جب پتھر جیسے سخت چنیر درختون کی جڑون کو جو اُس سے بدرجہا نرم ہین اپنے جگر مین جگہ دیدیتے ہین کچھ عجب نہین ہو کہ آپ حضرات کی افہام و تفہیم سے یہ ناقص عقلین متاثر ہون اور طاعونی مقام کی روک تھام اور قرنطینہ اور طاعون زدہ مکان اور نیز طاعونی مردہ کے لباس جلادینے اور مریض کو علیحدہ رکھنے یا مکان کی صفائی اور فنائیل وغیرہ چھڑکنے اور دوائی کے استعمال کرنے مین ویسا ہی کوشش کرین جیسا کہ ہمارے عادل فیاض اور رحم دل گورنمنٹ کا منشا ہے اور جو شریعت محمدیہ حقہ کے اعتبار سے بھی ثابت کیا جا چکا ہو اور قواعد کے فوائد مین اطبا یونانی و ڈاکٹر متفق ہین اور پھر آپ کا یہ بھی فرض ہو کہ ہدایات ذیل پر خود بھی عمل فرماوین اور دوسرے لوگون کو اسپر عمل کرنے کی ترغیب دین عجب ہے کہ خداوند تعالیٰ ہمکو اس مہیب بلا سے نجات دے۔

وہ چند ہدایتین جنکا حدوث وباء کے وقت لحاظ کرنا ضروری ہی

اول وہ ہدایات ہین جو ہوا کے متعلق ہین

ہر کرۂ باد مین رہنے والے جاندار کو بعافیت زندگی گذارنے کے لیے ہوائے خالص کی سخت ضرورت ہی حتی کہ وہ چند منٹ بھی بغیر ہوا کے اپنی زیست برقرار نہین رکھ سکتا اور اسی وجہ سے صناع کل حکیم مطلق نے اسکو ہوا کے کرہ مین خلق کیا ہے تاکہ جس طرح مچھلیان اور دیگر حیوانات کرۂ مار مین رہکر بعافیت زندگی گذارتے ہین اسی طرح انسان ہوا کے کرہ مین بعافیت رہ سکے اور اُن کی زندگی قائم رکھنے کے لیے ایسی بہت بڑی ضروری شی کو اس قدر افراط کر دیا ہے کہ جسکی تلاش مین مثل دیگر ضروریات کی انسان کو تگ و دو کی ضرورت نہین کرنی پڑتی ہے اور چونکہ روح جسپر حیوانی حیات کا مدار ہی نہایت گرم ہے حتیٰ کہ اگر یہ قدرتی برودت جو ہوائے خارجی کے استنشاق سے اسکو پہونچتی رہتی ہی نہ پہونچے تو وہ بوجہ سخت گرم اور حار ہونے کے مشتعل ہوکر اپنے مرکب کو بھی جلادے اور خود بھی فنا ہو جاوے اس لیے قدرت نے یہ انتظام فرمایا ہی کہ پے درپے اسکو تازہ ہوا پہونچتی رہا کرے اسکے لیے سانس کا ذریعہ قرار دیا ہی پس اگر قدرت سے صرف اتنا ہی انتظام ہوتا کہ تازہ ہوا روح کو پہونچتی رہی اور اُسکے باہر لانے کے لیے کوئی انتظام نہ ہوتا تو بھی حیات حیوانی ناممکن تھی کیونکہ علی التواتر سانس کے اندر جانے سے اتنی وسعت کہان سے آسکتی تھی جو اس ہوائے مستنشقہ کا مظروف ہو سکے لہذا قدرت نے اسکے ساتھ یہ بھی انتظام فرمایا کہ جو ہوا روح کو تازہ کرنے کے لیے اندر ابھی پہونچی ہو وہ پھر اُن بخارات دخانی کو جنکا خارج ہونا ضروری ہے لیکر نکل آوے تاکہ وہ بخارات دخانی یا کاربولک ایسڈ گیاس روح کے قریب رہکر اوسکی حرارت مین زیادتی نہ پیدا کرین یا وہ پانی کا خراب حصہ جو ہمارے بدن مین ہے اور جو بذریعۂ سانس باہر نکلا کرتا ہے روح کے قریب

رہنے سے بوجہ زیادتی حرارت کے متعفن نہ ہوجاوے چنانچہ شیخ سعدی شیرازی نے
اسی فلسفی مسئلہ کو اپنی کتاب گلستان مین یون ادا فرمایا ہے۔
ہر نفسے کہ فرو میرود ممد حیات است وچون برمی آید مفرح ذات لیکن چونکہ انسان کو
بعض مواقع ایسے آتے ہین کہ وہ کسی اتفاقی وجہ سے حبس دم کرتا ہے مثلاً جب کبھی وہ
گندہ مقام پر گذرتا ہے اور اوسکی روح کو بسبب عفونت نفرت تامہ ہوتی ہے تو وہ فوراً
قوت شامہ کو بیکار کردیتا ہے جسکی وجہ سے قوت شامہ ہوا رتازہ کا اتنے عرصہ تک
استنشاق نہین کرتی جب تک کہ پھر اُس سے کام نہین لیا جاتا اور علاوہ ازین جتنے
عرصہ مین کہ حیوان باہر کی تازہ ہوا رکو لیکر روح تک پہونچاتا ہے اور پھر روح
اُسکے ہمراہ اوخنہ بخاریہ کو واپس کرتی ہے اتنے عرصہ مین مقر روح حیوانی پانچ
مرتبہ کھل کرخراب ہوار نکال دیتا ہے اور پھر تازہ ہوار کی خواہش کرتا ہے اور ماسوا
ازین ہوا ر کے جس طبقہ مین ہم رہتے ہین وہ بوجہ مجاورت ارض کے اپنی طبعی حالت پر
نہین رہتی بلکہ اوس مین وہ اجزار ارضیہ جو کشش آفتاب سے کائنات الجو مین منتشر
ہوجاتے ہین یا سورج کی کرنون کی انعکاس سے اوپر صعود کرتے ہین اُنھین سے
ہوار کا لبسیطی طبعی مزاج ممتزج ہوجاتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ روح حیوانی کو ہوار خالص کی
ضرورت ہوا کرتی ہے اس لیے لازم ہوا کہ کوئی شی مقر روح کے قریب ایسی ہو
جو روح کی خواہش سے کچھ حصہ زیادہ اپنے پاس ہوار تازہ کا رکھے اور جو اتجزات
یا اجزار ارضیہ ہوار کو ممتزج ہوگئے ہین اون کو جذب کرے پس قدرت نے
انھین ضرورتون سے قلب کے قریب ایک ٹکڑا اسفنجی جسکو پھیپھڑا کہتے ہین لگا رکھا ہو
جو قلب کی ضرورت سے زیادہ اپنے خزانہ مین ہوار تازہ رکھتا ہے اور نیز اجزار
کثیفہ غریبہ کو ہوا سے علٰحدہ کرتا ہے اور پھر خالص ہوا کو بذریعہ عروق خشنہ
شریان وریدی کی طرف دفع کرتا ہے وہ تعدیل روح کی غرض سے مقر روح مین

پہونچجاتی ہے جس سے روح کی حرارت کو تعدیل حاصل ہوتی ہے اور جب کبھی روح کا کچھ حصہ فنا ہوجاتا ہے تو ہوا ر تازہ اُسکا بدل ہوجاتی ہے اب اسی مقام سے ہوا ر تازہ صالح کا حیات انسانی کے لیے ضروری ہونا ثابت ہوگیا پس جسوقت تک ہوا مفسد اشیار کے اختلاط سے پاک رہتی ہے صحت اور استمداد صحت کو قائم رکھتی ہے اور اگر اوس مین نقصان واقع ہوا تو استمداد صحت تو درکنار صحت مین ایک خوفناک نقصان پیدا کردیتی ہے اور ہوا ر کی طبیعت مین تغیر تین طرح پر ہوتا ہے طبعًا غیر طبعًا اور پھر غیر طبعی کی دو صورتین ہین یا تغیر غیر طبعی حیوانی طبیعت کے مضاد ہوگا یا نہین پس تغیر طبعی تغیرات فصل کا نام ہے جو اپنے مزاج کے ساتھ ہوا مین تغیر پیدا کرتی ہین اور تغیرات غیر طبعی جو مضاد طبیعت حیوانی نہین ہین کبھی آسمانی تغیر سے واقع ہوتا ہے اور کبھی ارضی سے اور جو تغیر کہ مضاد طبیعت حیوانی ہوتا ہے وہ بھی یا تو تغیر آسمانی سے ہوتا ہے جیسا کہ بحث حدوث وبا مین مذکور ہوچکا ہے اور کبھی ارضی تغیر سے واقع ہوتا ہے مثلاً جب کبھی وہ ہوائین جو زمین کے اوس سطح سے اوپر آتی ہین جو سطح آب کے قریب ہے تو اُنکا اوپر آنا تغیر ہوا کا سبب ہوتا ہے کیونکہ یہ امر اپنے مقام پر ثابت ہوچکا ہے کہ یہ زمین جو ہمکو ظاہراً ٹھوس نظر آتی ہے لاتعد مسامات رکھتی ہے جس سے سطح آب تک ہوا ر کی آمد و رفت قائم رہتی ہے پس اگر اُن مسامات کے ذریعہ سے کوئی متعفن شی زمین کے اندرونی حصہ مین نفوذ کرجاتی ہی تو وہ اوس سطح آب سے آنے والی ہوا کو اپنے تعفن سے متعفن کردیتی ہے جسکا نتیجہ تغیر ہوا ہوتا ہے اور اوسی سے حدوث وبا بھی ہوتا ہی اس لیے ہر شخص پر فرض ہے کہ اُن امور سے بقواعد طبیہ احتراز رکھے جو ہوا کی طبعی طبیعت کو ایسا متغیر کرنے والی ہون جو مضاد طبیعت حیوانی ہی۔

پس تجربہ نے اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ اکثر ایسا تغیر اون مقامات سے علی الفور

واقع ہوتا ہی جہان بہت جلد تازہ ہوائین تبدیل نہین ہوتین مثلاً وہ ٹبرے شہر یا قصبہ یا گاؤن جس مین بہت اونچے مکانات اور تنگ گلیان ہوتی ہین اور ہوائین ایک عرصہ تک اُن مین قید رہتی ہین اور حرارت آفتاب کم پہونچتی ہے تو لازم ہے کہ ایسے مقام کو وسیع کیا جاوے بدرو اور موریان درست کیجاوین مکانون کے اندر ضروریات سے جو کثافتین پیدا ہوتی ہین مثلاً نہانے دھونے کھانا وغیرہ پکانے سے اُن کثافتون کے دور کرنے کا پورا انتظام کیا جاوے اور جو خدانخواستہ ہوا خراب ہو جاوے تو جس طرف کی ہوائین چل رہی ہون اُسی جانب تیز خوشبودار چیزین جلا دینا چاہیے تاکہ ہوا کی اصلاح ہو جاوے چنانچہ یونان مین ایک مرتبہ بزمانہ بقراط وبا کا زور تھا لوگون نے بقراط سے اسکے دفع کی تدبیرین پوچھین اس نے خوشبودار چیزون کو جمع کر کے جلانے کا حکم دیا بقراط کے اس مشورہ پر عمل کرنے سے اہالیان یونان نے بہت جلد اس بلا سے نجات پالی۔

بعض پیشے بھی ایسے کثیف اور بدبودار ہوتے ہین جن سے ہوا مین فوراً تغیر پیدا ہو جاتا ہے مثلاً چمڑہ رنگنا قصائی کا پیشہ رنگ سازی اور بعض دستکاریان بھی نہایت میلی ہوتی ہین ایسے پیشے ورون کو لازم ہے کہ جس طرف کی ہوا چل رہی ہو اُسکے مخالف جانب ایسے کثیف اور بدبودار اشیاء کو آبادی سے فاصلہ پر کیا کرین ساکنین آبادی کو لازم ہی کہ گھر کا کوڑا کرکٹ آبادی سے تقریباً سو گز کے فاصلہ پر پھینکا کرین اور اُسپر تھوڑی خشک مٹی بھی چھوڑ دیا کرین تاکہ جو اجزا متعفن ہو کر فتور واقع کرنے کی صلاحیت رکھتی ہون اُن کو یہ جذب کر لین اور نیز ساکنین آبادی کو لازم ہے کہ گاؤن کے قریب کسی جانب پاخانہ وغیرہ نہ کرین افسوس کے ساتھ دیکھا جاتا ہے کہ ہندوستان کے دیہاتون مین عام رواج ہے کہ شام کو آبادی کے قریب جہان تھوڑا بھی پردہ ہوا پاخانہ کرتے ہین جسکی وجہ سے تمام قریب کے

راستے بدبودار ہو جاتے ہین اور مخرب صحت ابخرات اوٹھکر آبادی کے صحت مین خرابی ڈالتے ہین [۹] اور نیز ضروری ہے کہ قصائیون اور بوچڑ خانون کی دوکانون کو خوب صاف رکھین تاکہ اشیا روہان متعفن نہو جاوین جن پر مکھیان بیٹھ کر گوشت پر نہ آبیٹھین جس سے گوشت کے مسموم ہونے کا خوف ہے [۱۰] آبادی کے قریب ایسے گڑھے نہ رکھے جاوین جن مین برسات کا پانی جمع ہو کر متعفن اور بدبودار ہو جاوے کیونکہ اس سے بھی ہوا مین خوفناک تغیر پیدا ہو جاتا ہے [۱۱] بعض مرتبہ آبادی ہی کے اندر مرے ہوے جانور مثل چوہے بلی گھوس وغیرہ وغیرہ چھوڑ دیے جاتے ہین اور وہ سڑ کر بدبودار ہو جاتے ہین اور تعفن کے انتشار کے باعث ہوتے ہین [۱۲] بارش سے بھی کبھی کبھی ایسے زہریلے نباتات اوگتے ہین جو کچھ دنون بعد سڑ کر ہوا کی طبیعت مین نقصان پیدا کر دیتے ہین پس ایسے نباتات کو آبادی کے اندر ہرگز نہ اوگنے اور بڑھنے دین جن [۱۳] مقامات پر کھاد اسقدر جمع ہو کہ دفعتًا نہ اوٹھ سکے تو لکڑی کے کوئلے کو کوٹ کر اوسپر دو انچ جما دینا چاہیے [۱۴] اور جو چیزین کہ مصلح عفونات ہوا ہون اونھین جلاتے رہین [۱۵] اور مسلمانون کو ایسے وقت مین لازم ہے کہ جب تغیر ہوا سے حدوث [۱۶] وبا ہو چکا ہو تو مردون کو بستی سے فاصلہ پر دفن کرین اور قبر کو ۵ فٹ سے کسی طرح کم نہ کھودین اور ہندون کو لازم ہے کہ بستی سے فاصلہ پر جس طرف کی ہوا چل رہی ہو اوس کے مخالف طرف نعشون کو جلا دین۔

جتنے امور سے احتراز کرنے کے لیے عرض کیا گیا ہے ان کو سمیت ہوا مین بہت دخل ہے پس ہر شخص کو لازم ہے کہ حسب تجویز مذکور انکو عمل مین لاوے ورنہ ایسے مقام کی ہوا کا مزاج بگڑ کر وبا پیدا کر دیگا پھر سلسلہ آمد و رفت سے جو وہان سے دوسرے مقام کو ہے انتشار وبا کا خوف ہے۔

وہ ہدایت جو پانی کے متعلق ہین

جس طرح ہوا انسان کی زندگی کے لیے ایک ضروری شی ہے اوسی طرح پانی بھی اُسکی زندگی کے لوازمات سے ہے اسکی غذا کو جزو بدن ہونے کیلیے بہت مدد دیتا ہی اگر پانی نہ ہوتا تو غذا معدہ مین پہونچکر اوسکی حرارت سے اس طرح جلکر جیسے کوئی چیز خشک ہانڈی مین پکانے سے جل جاتی ہے ضائع ہو جاتی اور پھر جزو بدن نہ ہوتے اور علاوہ ازین کبھی غذا بوجہ مشترک ہونے اجزا ارضیہ کے تنگ مجاری مین نفوذ نہین کرتی تو یہ اوسوقت بدرقہ ہوکر اپنی ترطیب سے اُن تنگ مجاری مین پہونچا تا ہی۔

پس لہٰذا صحت قائم رکھنے والے شخص کو لازم ہی کہ پانی کو صاف کرکے استعمال مین لاوے کیونکہ بعض اوقات طبیعت انسانی مین صرف پانی کے اپنے طبعی مزاج نرہنے پر اور اوسکے استعمال کرنے پر تغیر واقع ہوتا ہی لہذا پانی شیرین اور خفیف الوزن استعمال کرنا چاہیے اور عمدہ پانی بارش کا ہی لیکن بارش کا ابتدائی پانی نہایت خطرناک ہے کیونکہ قطرات مینہ کے ساتھ وہ اجزاء ارضیہ اور بخارات ردیہ جو کشش آفتاب اور نیز دریا مین تابستانی سے فضاء ہوا مین پھیل رہے تھے وہ ان قطرات کے ساتھ نیچے آجاتے ہین پھر ندیون کا پانی بھی اچھا ہے لیکن تالابون کا پانی مضرت سے خالی نہین ہی کیونکہ اکثر اوقات اوسکے پاک صاف رکھنے کا خیال ولحاظ نہین کیا جاتا اور گرمی کے ایام مین جبکہ وہ خشک ہوجاتے ہین تو قریب کی آبادی کا کل کوڑا کرکٹ اُس مین پھینکا جاتا ہی اور نیز آبادی کا بارانی پانی جو محض اجزاء غلیظہ وکثیفہ سے بھرا ہوتا ہی بہکر تالابون مین جاتا ہے ہان وہ تالاب اچھے ہین جن مین صرف صحرا کا پانی آتا ہو آبادی کے قریب کے تالابون مین کپڑے بھی دھوئے جاتے ہین غرضکہ ہر طرح کی غلاظت ہوتی ہی پس ایسے تالابون کے پانی کے استعمال سے خواہ غسلاً ہو یا شرباً قطعی نقصان ہی احتراز رکھنا چاہیے گانؤن کے قریب کے تالابون مین کوئی چیز ایسی نہ سڑانا چاہیے جو متعفن ہوکر قلب اور دماغ کو بیچین کرنیوالی ہون

ہندوستان مین نہایت نافہمی سے آبادی سے قریب کے گڑھون مین سنئی وغیرہ سڑائی جاتی ہے جو نہایت معیوب اور مضر ہے اُن کنوؤن کا پانی جو نہایت گہرے ہون عمدہ ہے اور پھر وہ کنوان جن مین پانی بکثرت نکالا جاتا ہو جن کنوؤن مین پانی بہت قریب ہوتا ہے وہ اکثر اسوجہ سے مضر ہوتا ہے کہ زمین پر مدت کی پڑی ہوئی چیزین سڑکر پانی کے ساتھ زمین مین سرایت کرجاتی ہین پس جب پانی کسی زمین مین تھوڑی گہرائی پر ہوتا ہے اُسمین کبھی نافذہ اور متعفنہ اشیار کا اثر پڑتا ہے کنوؤن کے قریب لوگ اپنے برتنون کو صاف کیا کرتے ہین یہ مضر ہے بعض کنوؤن کے قریب کوئی درخت بھی ہوتا ہے جسکی پتیان کنوئین مین گرکر پانی کو متعفن کردیتی ہین اور کبھی کبھی لوگ کنوئین کے قریب جانور وغیرہ بھی باندھتے ہین یہ سب مضر اور خوفناک اثر پیدا کرنے والی ہین لہذا ہر شخص کو لازم ہے کہ اسکا خیال رکھے کنوئن کو ہر شش ماہی مین صاف کرا دینا چاہیے۔

وہ ہدایات جو مکان کے متعلق ہین

مکان کی صفائی اور درآمد اور برآمد ہوا کا انتظام عموماً ہر ایام مین رکھنا چاہیے اور وبا مین تو بہت ضروری ہے کہ مکان کو کثیف اور غلیظ چیزون سے پاک رکھا جاوے اگر ممکن ہو تو کل مکان مین چونے کی قلعی کرادیجاوے ورنہ سفید اور خوشبودار مٹی ڈال ہی سہی مکان کی چھتون اور دیوار کے اندر باہر اگر مقدور ہو تو سرکہ اور گلاب ملاکر کبھی کبھی چھڑکا دیا کرین ایک تنگ مکان مین بہت آدمی نہ رہا کرین خصوصاً ایک کوٹھری کو بند کرکے کئی آدمی ہرگز نہ رہین ورنہ اُنکی صحت مین خرابی پڑنے کا احتمال ہے کیونکہ اس صورت مین وہ ایک دوسرے کے اوس ہوا کے جز کا جسکو کاربونک ایسڈ گیس کہتے ہین جو انسان کے استنشاق کے لیے خطرناک ہے استنشاق کرینگے اور جب کسی کوٹھری کو چند آدمی بند کرکے رہین گے تو اُنکی سانس کے ذریعہ سے کاربونک ایسڈ اس کل کوٹھری مین اسی طرح پھیل جاویگی جس طرح ایک کوٹھری مین آگ جلادیجیے

دھوان بھر جاتا ہے اور یہی وجہ تھی کہ جب سراج الدولہ نواب بنگال نے ایک تنگ
کوٹھری مین بہت انگریزون کو بند کر دیا تھا تو اُسکی صبح کو قیدیون سے بہت کم جانبر ملے
باقی مر گئے - پاخانہ مین پانی کا گڑھا ہونا چاہیے تاکہ پانی اُس مین نہ ٹھہرے اور باہر ایک
پختہ حوض یا کوئی مضبوط برتن گاڑ دینا چاہیے کہ پانی جمع ہو کر فوراً پھینک دیا جایا کرے
قدمچون مین خشک راکھ یا خشک گھانس ڈال دینا چاہیے تاکہ اُسکی صفائی بخوبی ہو سکے
اور ہر دفعہ بعد پاخانہ پھرنے کے اُسپر خشک مٹی ڈال دینا چاہیے مکان کے جس حصہ مین
پاخانہ یا کوئی مقام برتن وغیرہ صاف کرنے کا ہو وہان کسی ٹوکرے مین چونا خواہ کوئلا
بھر کر رکھ دینا چاہیے کیونکہ یہ دونون سمیت خوب جذب کرتے ہین جس مکان مین دھوان
بخوبی نکل جانے کے لیے کشادہ جھروکے نہ ہون وہان آگ نہ جلانا چاہیے کیونکہ دھوان
صحت کے لیے نہایت مضر ہے ایک حکیم کی رائے ہے کہ اگر دھوان نہوتا تو آدمی ہزار برس
جیتا ہر حصہ مکان مین تازہ ہوا اور روشنی پہونچنے کے لیے چھوٹی چھوٹی کھڑکیان یا کشادہ جھروکے
بنا دینا چاہیے خصوصاً جس مقام پر کسی قدر نمی ہو اور مناسب ہوگا کہ ایسے مقام پر آگ بھی
روشن کر دیجاوے کیونکہ وبائی کیڑے نمی اور تاریکی مین نہایت سرعت کے ساتھ بڑھتے ہین
چنانچہ ایک ہی دن مین یہ کیڑے ایک کیڑے سے سولہ ہزار ہو سکتے ہین بس اُنکی اس حیرت انگیز ترقی سے
جو انسان کو نقصان پہونچ سکتا ہے وہ ظاہر ہے جب بمبئی مین پروفیسر ولسن صاحب نے
طاعونی کیڑون کو ایک شیشی مین بند کیا تو تھوڑے ہی عرصہ مین اُنکی تعداد بہت ہو گئی
بس ایسے مکانون مین تازہ ہوا اور روشنی پہونچانے مین کماحقہ کوشش کرنا چاہیے
کیونکہ تاریکی مین رہنے سے حیوان کا ہر عضو ضعیف ہو جاتا ہے جو پیڑ تاریکی مین لگائے
جاتے ہین وہ زرد رہتے ہین ایسا ہی انسان جب پورے طور سے تازہ ہوا اور روشنی نہین پاتے
تو کمزور اور زرد رہتے ہین شہر کے بسنے والے بہ نسبت دیہاتیون کے اسی وجہ سے کمزور اور
طرح طرح کے عوارضات مین گرفتار رہتے ہین اور اسی وجہ سے اکثر امراض وبائی کا حدوث بھی

شہرون ہی سے ہوتا ہے حتی[13] الامکان زمین پر سونا نہین چاہیے اپنے تکیون[14] اور بسترون کو خوب صاف رکھنا چاہیے بعض لوگ سوتے وقت کپڑا سر سے لپیٹ[15] لیتے ہین یہ مضر ہے کیونکہ اندر سے وہ آنی والی سانس جسکے ساتھ زہریلے اجزار بھی ہوتے ہین نکلتے ہین اور پھر سونے والا اُسیکا استنشاق کرتا ہے جو عین مضرت ہے جس مکان مین وبائی مریض[16] ہون وہان عام آدمیون کے جانیکی ضرورت نہین ہے صرف تیمار دار اور وہ بھی دو ایک ہونے چاہیین کیونکہ اس سے بلاء کے مضاعف ہوجانیکا خیال ہے جیساکہ اپنے محل پر ثابت ہوچکا جس[17] مکان مین کوئی وبائی مریض مرجاوے تو بغیر اوسکو حسب قاعدہ طبیہ صاف کیے وہان کی بود و باش ہرگز نہ اختیار کرین جانورون[18] کو اپنے رہنے کے گھر کے قریب ہرگز نہ باندھین اور جس احاطہ[19] مین مویشی رہتے ہون وہان کا گوبر دن مین دو بار نکالدیا جایا کرے تو بہتر ہے اور عمدہ[20] ہوگا کہ جس مکان مین مویشی رہتے ہون وہان تازی لکڑیان روز جلادی جایا کرین۔

غذا کے متعلق ہدایات

ایام وبا مین غذا کا پورا لحاظ رکھین اور سریع الہضم غذائین[1] کھائین ایسے[2] ایام مین تقلیل غذا بھی ضروری شے ہے دسترخوان[3] پر سرکہ کا ہونا بھی نہایت عمدہ ہے چنانچہ حضور نبوی نے اسکی بہت تعریف فرمائی ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے (عمدہ سالنون مین سرکہ ہے) یہ غذا کو فوراً ہضم کر دیتا ہے اور وبائی سمیت کا اثر بھی اسکے کھانے سے کم ہوجاتا ہے زمین مین پیدا ہونیوالی[4] اشیا سے وبائی ایام مین احتراز رکھین پیاز کا کھانا بھی سمیت[5] دور کر دیتا ہے۔

ہدایات متعلق بہ لباس

لباس مناسب وقت استعمال کرنا چاہیے سرمائیں ایسے گرم کپڑے استعمال کرنا چاہیے جس سے عرق نکلکر رطوبات فضلیہ اور بخارات کو نکال دے ایام وبا مین کل بدن کو ثیاب غلیظہ سے پوشیدہ رکھنا چاہیے۔

ہدایت متعلق بہ غسل

اگر ممکن ہو تو ہر روز غسل بوقت صبح کر ڈالنا چاہیے لیکن اتنا خیال رہے کہ غسل خالص پانی سے کرین اور اگر گرم ہو تو بہت مناسب ہے لیکن وبائے ایام مین حمام سے قطعاً پرہیز کرنا چاہیے اور غسل کر کے کسی صاف کپڑے سے اپنے بدن کو پونچھ ڈالنا چاہیے۔

ہدایت متعلق بہ ریاضت

ریاضت گو بنفسہ بہت مفید اور بدن کو عوارضات سے محفوظ رکھنے کی عمدہ تدبیر ہے لیکن وبائی دنون مین چونکہ تھوڑی حرارت کا بھی وبا کی طرف منتقل ہوجانیکا خوف رہتا ہے اس لیے ان ایام مین ریاضت کو ترک کر دینا چاہیے حتیٰ کہ دماغی ریاضت بھی نہ کرنا چاہیے۔

ہدایت متعلق بہ نوم ویقظہ

زیادہ سونا اور جاگنا عموماً مضر ہے لیکن وبائی دنون مین نہایت خطرناک ہی احتیاط رکھنا چاہیے۔

تمت

تقریظ عالم یوذعی فاضل المعی واقف اسرار علم یقین کاشف شرع متین حضرت مولانا المولوی حافظ قاری شاہ حکیم محمد حسین صاحب مدظلہ العالی مانکپوری طبیب خاص حضور مہاراجہ صاحب بہادر پرتابگڈھ ملک اودھ دام اقبالہ

نظم

ده که از حمد خدا شاخ قلم پر ثمر ست
نتیجه شوق من از وصف رسول
دامن صفحه ز گلهائے سخن بهره ورست
در گلستان دلا سائے دلم جامه درست

بحمد الله و منتست که لیلائے سروش از نشهٔ سرورست و مدهوش تا بدریچهٔ گوش در آمد و بصد
لفزائے فرمود که برخیز و ببین که طرفه معجونی بکف بل عمده رهنمونے بسر آمد و زمان حیات
عون نا میمون بسر یعنی (القانون فی الطاعون) مولفهٔ راحت جان فکر رسا تاب توان
بهمن وذکا علم و حکمت را روح روان فن فراست را شوکت و شان عزیزی و روح روحی مولانا
ولوی حکیم محمد محفوظ الرحمن حفظ الله الرحمن قانون ست که اگر بران کار بسته آید هر مشکل را کشاد
لے گرد و هر بستی بمعنی قانون است که چون بعمل آورده آید هر انقباضے را بسطت و بهارے

زفرق تا بقدم هر کجا که مینگرم
کرشمه دامن دل میکشد که جا اینجاست

بس من خاکسار نیمه دیوانه و نیمه هشیار بسته زنجیر عجز و مجبوری محمد حسین مانکپوری لفظے چند تقریظاً بخامه در
پیر و ماهران را باید که محض برگفت گزارشم اعتبارے نا کرده دیدهٔ انصاف را دستوری فرمایند تا مصداق
مشک آنست که خود ببوید نکه عطار گوید در یابند و بس۔

راقم محمد حسین مانکپوری
۱۴ نومبر سنه ۱۹۰۴ء

تقریظ عالم اجل فاضل اکمل ارسطو زمان جالینوس دوران حضرت مولانا حافظ شاہ محمد ادریس صاحب عم فیوضہ ابن حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین مولانا الحافظ عبد العلی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جد امجد مصنف

الحمد للہ الذی لا الہ لا ہو الحکیم الخبیر غافر الذنب وقابل التوب ذی الفضل الکبیر والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ البشیر النذیر الذی رفع طواعین الکفر والشرائع بتریاق ہدایتہ وارشادہ التطہیر وعلی آلہ وصحبہ الذین قاموا بنصرۃ دینہ الی یوم النفیر اما بعد فبشرٰی لکم یا معاشر الخلان ان اللہ لم ینزل داءً الا وقد انزل لہ دواءً فلما انتشر الطاعون فی اقطار بلادنا وقد کان اکثر الاطباء وحکماء زماننا غیر مطلعین علی احکامہ وادویتہ بل لم یکن یعرفون الا اسمہ فشد النطاق المہمۃ فلذۃ کبدی و روح جسدی المولوی محمد محفوظ الرحمٰن ابن اخی المکرم مولانا محمد یحییٰ المرحوم علی تشریح حالہ فافاد فیما اجاد واجاد فیما افاد فللہ درہ وعلی اللہ اجرہ واللہ اعلم کتبہ العبد المسکین محمد ادریس

النگرامی عفی اللہ عنہ ۳ ربیع الاول ۱۳۲۳ھ

خاتمۃ الطبع

الحمد للہ کہ یہ رسالۂ عجالۂ نافعہ مسمی **القانون فی الطاعون** مؤلفہ و مرتبہ جناب مولوی محمد محفوظ الرحمٰن صاحب نگرامی دام فیوضہ باہتمام خاکسار ابو الحسنات **قطب الدین احمد** غفر لہ اللہ الصمد باراول حسب ایمائے حضرۃ مصنف ماہ مبارک ربیع الاول ۲۳ ۱۳ھ ہجری مطابق مئی ۱۹۰۵ء مطبع لکھنؤ میں طبع ہوا ہمنہ وکرمہ